اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۶) مطبوعہ ۱۳-نومبر ۱۸۹۶ء بروز جمعہ جلد (۲۴)

ایڈیٹوریل نوٹس

آپسمیں نہ بور اور گمیت او دروحانی غزلیں گایا کرو اور
اپنے دلمیں خداوند کیلئے گاتے بجاتے رہو * افسیون ۵ ۱۹

ہمارے پاس ایک کتاب مسمّی نغمہائے پارسی مصنفہ حضرت مولانا مولوی صفدر علی صاحب پینشنر اکسٹرا اسسٹنٹ بھنڈارہ ریویو کیلئے آئی۔ ہم نے تمام کتاب کو اول سے آخر تک پڑھا اسمیں خداوند تعالیٰ سے برکت و فیض حاصل کرنیکے لئے نہایت عمدہ دعائیں درج ہیں۔ صلاح کے عام بھی قابل دید ہے۔ اوصاف خداوند یسوع مسیح اور غزلیں دلوں کو مسیح کی طرف کھینچتی ہیں۔ مصنف نے زبان پارسی کے نہایت عمدہ محاورات استعمال کئے ہیں۔ بلحاظ شاعری کے اعلیٰ درجہ کی فصاحت اور بلاغت پائی جاتی ہے۔ اسکے پڑھنے سے نہایت پاک اثر دلوں پر پیدا ہوتا ہے غرضکہ اس کا لطف دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے ہم اس کتاب کی دو غزل اخبار کے آخر میں بطور نمونہ کے ناظرین کے پیش کرتے ہیں اور اُمید رکھتے ہیں کہ ناظرین اس کو پڑھکر نہایت محظوظ ہوں گے۔ قیمت فی جلد چھہ پائی ہے اگر کسی کو خریدنی منظور ہو تو ٹرکٹ اینڈ بک سوسائٹی بمبئی سے منگوا لے۔

بادِ صبا اگر آتی چمن میں ہے سرِ خاک * ملتے ہیں دیدم کفِ افسوس برگ تاک
غنچے میں دل گرفتہ گلوں کے جگر ہیں چاک * کرتی ہیں بلبلیں بھی فریادِ دردناک

شاداب حیف خار ہوں گل پائمال ہوں
گلشن ہوں خار نخل مغیلاں نہال ہوں

ناظرین نے اس دردناک کشت و خون کا ذکر پڑھا ہوگا جو شہر اورفہ واقع آرمینیا میں جفاکار ترکوں اور ستمگار کردوں نے کیا ہے اور ان کو یاد ہوگا کہ وہاں کی کلیسیا کا پاسبان بھی ان خونخوار ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ پاسبان صاحب کا مبارک نام پادری ہیگوپ ابین ہائی ایشن ہے۔ گذشتہ ہفتہ ہمارے پاس ایک چھوٹا سا رسالہ مصنفہ مس کیلنجر اپہنچا جس میں پاسبان صاحب کی سوانح عمری درج ہے۔ اِس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ اورفہ میں پیدا ہوا۔ اور عالم شباب میں امریکہ گیا اور پھر جرمنی میں آکر تعلیم پائی۔ بعد ازاں آرمینیا یعنی اپنے وطن مالوف میں واپس آیا اور اورفہ کی کلیسیا کا پاسبان ہوا۔ اس کی جماعت میں ایک ہزار لوگ تھے۔ اور اُس شہر میں وہ بڑا نیکنام تھا۔ لوگ اس کے مداح اور ثناخوان تھے۔ یہہ بات قابل تذکرہ ہے کہ ولایت میں تعلیم پانیسے اس کی طرز معاشرت میں کچھہ نہ کچھہ تو تبدیلی ہوئی گئی ہوگی لیکن یہہ خداپرست شخص کمر داسیا قانع اور صابر مزاج تھا کہ صرف ساٹھہ ستر روپیہ ہی میں جو کلیسیا اُس کو دے سکتی تھی معہ چھہ بچوں کے گذارہ کرتا رہا اورفہ میں دو دفعہ قتل کا بازار گرم ہوا۔ ایکدفعہ تو ۲۸ اکتوبر ۱۸۹۵ء کو دوسری دفعہ ۲۸ و ۲۹ دسمبر ۹۵ء کو آٹھہ ہزار آدمی مارے گئے پاسبان موصوف دوسری دفعہ میں شرع محمدی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جب نالائق ظالم ترک جور و جفا کا خنجر ہاتھہ میں لئے ہوئے اُسے قتل کرنے کے لئے آن کھڑے ہوئے تو اُس نے عرض کی کہ میرے چھہ بچوں کی خاطر مجھکو چھوڑ دو۔ مگر یہاں متعصب ترکوں نے تو رحم و انصاف کا سبق سیکھا ہی نہ تھا۔ ان کی رگ و ریشہ میں تو محمدی تعصب کا خون جوش مار رہا تھا۔ الغرض جب اس نے دیکھا کہ یہہ تو میرے خون ہی کے پیاسے ہیں اور میری عزیز جان ہی لیکر رہیں گے تو اُس نے اندر سے کہا کہ ٹھہرو ابھی نہ مارو۔ میں تمہارے پاس آتا ہوں۔ ان کی طرف جاتے ہی گولی لگی۔ جب وہ گر گیا۔ اس کی بڑی بیٹی اس کے پاس دوڑ گئی۔ لیکن اُسنے یہہ آخری الفاظ کہے۔ ڈرو مت خداوند تمہارے ساتھہ۔ مجھے کچھہ خوف نہیں۔ میں اپنے پیارے منجی کے پاس جاتا ہوں اور مسیح میں سو گیا۔ اکثر لوگوں کے خیال میں اورفہ وہی کسدیوں کا اور ہے جہاں سے ابراہیم چلا آیا تھا۔ اب کلیسیا کا پاسبان شہید ہوا اور گلہ پراگندہ ہوا تو بھی ابراہیم کا خدا زندہ ہے۔ یقین ہے کہ اُس پاسبان

نورافشاں

پادری اے۔ ایچ۔ یونگ صاحب۔ ایم۔ اے۔ ایڈیٹر

اسسٹنٹ ایڈیٹرز:
پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس صاحب + پادری ایچ گولکناتھ صاحب
مسٹر ایم۔ ایل الیام صاحب بی۔ اے + پادری طالب الدین صاحب بی۔ اے
پادری پی۔ سی۔ اوپل صاحب

انجمن حمایت اسلام لاہور کا ماہواری رسالہ

اور

ہم

ترسم کہ نرسی بکعبہ اے اعرابی + کایں رہ کہ تو میروی بترکستان است

انجمن حمایت اسلام لاہور کا ماہواری رسالہ بابت ماہ اگست ہماری نظر سے گذرا - اور اس میں سے "اخبار نورافشاں لودیانہ اور انجمن حمایت اسلام لاہور کا رسالہ" والا مضمون پڑھا + افسوس ہے کہ مناظرے کی عمدہ غرض کو چھوڑ کر مکابرے کے خارستان میں الجھکر ہمیں الجھانے کی کوشش کی گئی ہے - بجائے اس کے کہ امور تنقیح طلب پر ہی بحث کو محدود کیا جاتا - یعنی اُن امور پر جو ہمارے ریمارک کی جان تھے جن پر بحث کا مدار تھا - رسالہ مذکور کے ایڈیٹر صاحب نے بہت سے رطب ویابس اعتراضات کی ایک لغومات مذہب عیسوی پر تھوپنی چاہی ہے مگر کبھی خاک ڈالنے سے چھپتا ہے چاند - اس طریق سے ان کی اپنی دلجمعی ہوئی ہو تو ہو ورنہ ہماری تو خاک بھی تسلی نہیں ہوئی بلکہ ہم تو اس طریق کو ایک طرح پر عقب گذاری کا ایک بہانہ سمجھتے ہیں - آپنے تثلیث اور کفارے پر تو خوب ہی ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور ناحق بحث کو طوالت دیکر تضیع اوقات کی ہے - ہمارے ریمارک کا (۱) تو اس بات پر تھا کہ صلوۃ اور کلمہ طیب پر جو ہمنے نکتہ چینی کی تھی اُن کی تعلیم ایسی تعلیم نہیں کہ عالی پایہ فضیلت رکھے - یعنے الہامی ہو - ایڈیٹر صاحب نے اِن امور سے تو چشم پوشی کرلی ہے اور اکثر ہم پر ہی اعتراضوں کی بوچھاڑ کردی گویا کہ کافی دلیل نہ پاکر خلط بحث کرنے کے لئے سوال از آسمان جواب از ریسمان کے مقولے پر عمل کیا ہے ؎

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں ٭

ہم ناظرین کو دو ایک مثالوں سے ثابت کردینگے کہ رسالہ مذکورہ کے ایڈیٹر صاحب ہمارے ریمارک کی اصلی غرض کو چھوڑ اور اس میں غیر متعلق باتوں کے لانے سے پوائنٹ زیر بحث سے کسقدر دور ہٹ گئے ہیں جس سے گویا بحث کا رُخ ہی بدلنا چاہا ہے مثلاً عبادت کے متعلق جو سورہ فاتحہ میں سے ایاک نعبد وایاک نستعین پر ہمارے ریمارک تھے اس کی نسبت کچھ بھی تحریر نہیں فرمایا - اسی طرح ہمنے ارادے اور پاکیزگی کے متعلق جو کچھ لکھا تھا - اس پر بھی آپنے کچھ لحاظ نہیں فرمایا + وقس علے ہذا

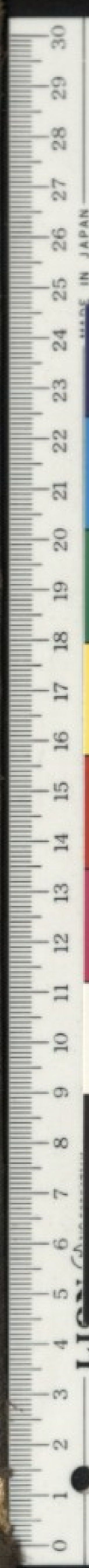
بجائے اس کے شروع میں طالب العلموں کے مضامین کا خلاصہ درج کیا ہے اور پھر ہمارے مضمون پر لے دے کرنے کے لئے ایک لمبی چوڑی تمہید اُٹھائی ہے جس میں ہمیں ظلمت کدہ کے رہنے والا کہا ہے اور مذہب عیسوی کے مسلمات کو کذب بتلایا ہے یہہ کہکر کہ "بہت سے عیسائی قوم کے منصف اور سمجھدار اس سے بیزار ہوچکے اور ہوتے جاتے ہیں اور اسلام کے دار الامن میں داخل ہوتے جاتے ہیں" تمہید اُٹھانے کے بعد آپ ہمارے ریمارک کے ابتدائی حصہ پر جھک پڑے ہیں کہ "ایڈیٹر صاحب نے (دیکھئے ہمنے) اپنی تحریر کے شروع میں تو محمدیوں خصوصاً ان محمدیوں کی نسبت جو انگریزی مدارس میں تعلیم پاتے ہیں یہہ اعتراض قائم کیا ہے کہ اُنہوں نے قرانی فضائل کو کھینچ تان کر خواہ مخواہ مسیحی پیرایہ میں بیان کرنا شروع کیا ہے اور اپنے فتور* ذہن خیال سے - نتیجہ نکالا ہے کہ انگریزی مدارس کے مسلمان طالب العلم مسیحی مذہب کو حق مذہب سمجھتے ہیں - کیونکہ جس پیرایہ میں وہ قرآنی فضایل کو بیان کرتے ہیں وہ مسیحی تعلیم کا ڈھانچ ہے" +

ناظرین پر واضح رہے کہ ہمارا یہہ ریمارک ایک عام قسم کا اور سرسری ریمارک تھا - جو موجودہ محمدی تعلیم یافتہ جماعت پر کیا گیا تھا - کہ وے قرآنی فضایل کو مسیحی پیرایہ میں بیان کرتے ہیں ہم معترض صاحب کے ساتھ اس امر میں تو متفق ہیں کہ محمدی تثلیث اور کفارے کے قایل نہیں - پر ہم مکرر ڈنکے کی چوٹ پر کہتے ہیں کہ موجودہ انگریزی تعلیم یافتہ محمدی صاحبان قرآنی تعلیم کے ان اصول مسلمات کو جو ہماری زندگی میں کارآمد ہوسکتے ہیں مسیحی پیرایہ میں خواہ مخواہ بھی بیان کرتے ہیں - چنانچہ جو کچھ کلمہ طیب اور صلوۃ وغیرہ پر کہا جاتا ہے مثلاً خدا کو دل میں جگہہ دینا - روحانی زندگی - پاکیزگی - گناہ سے بچنا یہہ سب اصطلاحات جو قرآنی تعلیم سے نکالے جاتے ہیں مسیحی پیرائے میں ادا ہوئے ہیں ہم اس پر مفصل لکھتے مگر خطرہ ہے کہ کہیں بحث کے درمیان ایک نئی بحث کا سلسلہ نہ چھڑ جاوے جسسے کہ نفس مضمون ہی فوت ہوجاوے اسلئے بالفعل اسی پر اکتفا کر کے اصل مضمون کی طرف رجوع کیا جاتا ہے؟

کلمہ طیب کی نسبت کم از کم ہر ایک شخص اس قدر تو ضرور تسلیم کریگا - کہ اس کو محض بطور وظیفہ ورد زبان کرلینا نہ تو ہمکو گناہ سے پاک کرے گا اور نہ اس سے خدا ہمارا مطلوب متصور ہوگا اس کلمہ کی تعلیم کا نتیجہ ہمارے دلمیں بیشک یہہ تو پیدا کریگا کہ یا تو توحید کا راگ الاپا جاوے یا صوفیائے کرام کی طرح مسئلہ ہمہ اوست میں محویت کا درجہ حاصل کیا جاوے یا انتہ درمیان ہو کر یوگ سادھ لیا جاوے - اسبارے میں تو ایڈیٹر صاحب نے بھی تسلیم کرلیا ہے کہ بعض جاہل صوفی مذکورہ بالا خیال کی غیور میں ہیں یعنے اس کی تعلیم کا ایسا ہی نتیجہ نکالتے ہیں اب یہہ ایڈیٹر صاحب کا کام ہے کہ صوفیائے کرام کی حقیقت شناس جماعت میں سے بعض کو جاہل اور بعض کو عالم ہونیکا خطاب عطا کرے

اس کے بعد ایڈیٹر صاحب نے تثلیث اور کفارے کی تعلیم پر جسکا نفس مضمون سے ذرہ بھی لگاؤ نہیں ایک لمبا چوڑا مضمون لکھ مارا - اور وہ بھی ایسے قماش اور ڈھنگ سے کہ

نوٹ - یہہ پر فتور کا لفظ ہے ماشاء اللہ کیا کہنا ہے بلکہ حسن اخلاق [illegible]
[illegible]





جس سے ناظرین کی آنکھوں میں خاک دھول ڈالکر اپنا اُلو سیدھا کیا جاوے۔ آپ تثلیث اور کفارے کی مضمون وہی پرانی طرز کے دقیانوسی اعتراضات لے بیٹھے ہیں جن کی عنکبوتی جال کی بارہا تار و پود الگ کرکے دکھا چکے ہیں۔ اگر گڑھی قبر وں کا کھودنا اور چبائے ہوئے نوالوں کا چبانا اڈیٹر صاحب کو خوشگوار ہو تو ان کو مبارک رہے ہم تیار نہیں ہیں کہ اس کشمکش میں پڑیں ہاں اگر کوئی تازہ خیال سوجھا ہو جسکا پہلے جواب نہیں دیا گیا تو اُس کے جواب دینے کو ہم تیار بیٹھے ہیں +

آگے چلکر اڈیٹر صاحب ہمارے اس ریمارک پر جو ہمنے تعلیم اور الہام کے امتیاز کلمہ طیب کے متعلق کیا تھا۔ یوں فرماتے ہیں کہ "اس کے بعد آپ اپنی علمی لیاقت کا جوہر ظاہر کرنے کے لئے فرماتے ہیں کہ یہہ کہنا کہ خدا ایک ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں آیا یہہ تعلیم سے منسوب ہے یا الہام سے اگر تعلیم سے ہے تو الہام کو تعلیم پر ترجیح دینا چاہئے اور اگر الہام سے ہے تو الہام کا مقصد تو اُس میں ادا نہیں ہوا" وغیرہ وغیرہ پھر آپ ہی فرماتے ہیں کہ "نوعی بھائی اڈیٹر صاحب یہہ کہنا کہ خدا ایک ہے تعلیم ہے اس الہامی کتاب قرآن مجید کی جو محمد الرسول اللہ پر نازل ہوئی اور جس خدا کی وحدانیت کا ہمکو قایل ہونا چاہئے وہ وہ خدا ہے جو جناب محمد اور عیسیٰ . . . . کا خدا ہے . . . . جو حی القیوم وغیرہ وغیرہ +

ناظرین انصاف فرماویں کہ ہمارے سوال کا یہی جواب ہے؟ اڈیٹر صاحب نے خیر سے ہماری علمیت کا تو ذکر کر دیا ماشاء اللہ آپ تو بڑے لایق فایق تھے۔ ہمارے ممیزہ فرق پر جو ہمنے تعلیم اور الہام میں کیا تھا آپ ہی کچھہ تحریر فرماتے۔ خیر آپ نے کیا کرنا تھا ہم ہی عرض کئے دیتے ہیں سو واضح ہو کہ ہم الہام اور تعلیم میں امتیاز کرتے ہیں اور وہ اس طرح سے کہ اصول کی بنیاد جس سے وہ وجود پاتا ہے خدا ہے اور جے کہ وہ ہمارے علم میں آتا ہے الہام ہے اور جس سے وہ علی الترتیب بیان ہوتا ہے تعلیم اصول کہلاتی ہے اصول کا وجود مقدم ہونا چاہئے کلمہ طیب الہام نہیں ہے الہام میں وجود کا علم ہونا چاہئے تاکہ یہہ تعلیم لاالہ اللہ اس سے مستنبط ہو۔ نیچر میں بھی اصول و قواعد پائے جاتے ہیں مگر عالم ہی اُن کو سمجھتا اور بیان کرسکتا ہے اسی طرح الہام کے لئے بھی قواعد ہونے چاہئیں کیونکہ دونوں کا خالق ایک یعنے خدا ہے +

پھر فرماتے ہیں کہ "لاالہ اللہ کو دل میں جگہہ دینا اور اُس کے مضمون کے مطابق عمل کرنے سے نہ تو فی الخارج خیال کا رفع کرنا مقصود ہے اور نہ ہی فی الخارج اشیا کا خیال رفع ہوتا ہے ہاں فی الخارج اشیا کی محبت اور ان کا تعلق رفع ہوتا ہے اور یہی مطلوب ہے اور اسی کا اس مضمون میں بیان ہے" اس پر ہم کہتے ہیں کہ اڈیٹر صاحب کی یہہ تاویل بجائے خود عام محمدیوں میں جیتک مسلم ہو پر ایک اور فرقہ بھی ہے جو صوفیائے کرام کے نام سے موسوم ہے وہ اُس کی دوسرے طریق پر تاویل کرتے ہیں جو ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں غور طلب یہہ امر ہے کہ مسیحی تعلیم جسکی بنا کتب مقدسہ کی شہادت پر ہے یعنی کفارہ اور تثلیث کی تعلیم عملی طور پر پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک فرقوں میں بلا اختلاف یکساں مانی جاتی ہے +

آخیر میں آپ فرماتے ہیں کہ کفارہ کی تعلیم مخرب اخلاق ہے اور نظیر کے طور پر ہمیں یورپ کی عیسائی قوموں کی طرف توجہہ دلاتے ہیں اور پوچھتے کہ آپنے کس دلیل سے فرمایا ہے کہ کفارہ کی تعلیم صرف یہی نہیں ہے کہ ہم گناہ کی سزا سے بچیں بلکہ یہہ کہ گناہ کے زور اور غلبہ سے نجات پاویں +

امر اول یعنے یورپ کی عیسائی قوموں کی حالت کی نسبت ہمنے مانا کہ ان کی حالت ایک ناگفتہ بہ حالت ہے وہ بہت درجے فواحش میں مبتلا سہی پر کیا آپ اس سے یہہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہہ کفارہ اور تثلیث کی تعلیم کا باعث ہے؟ ہرگز نہیں۔ یورپ میں اس قدر دور جانے کی کیا حاجت ہے اسی ہندوستان ہی میں ہزاروں مسلمان ہیں جو شراب پیتے زنا کرتے اور طرح طرح کے فواحش کے مرتکب ہوتے ہیں تو کیا آپ کسیطرح بھی یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ یہہ محمدی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ ہرگز نہیں اور بے شک نہیں۔ پس غور تو فرمائیے کہ آپ کا یہہ فرمانا کس قدر موزون اور برمحل ہوسکتا ہے +

رہا یہہ کہ کس دلیل سے ہم یہہ ثابت کرتے ہیں کہ مسیح کا کفارہ نہ صرف گناہوں سے بچاتا ہے بلکہ اُس کے زور اور غلبہ سے نجات دیتا ہے سو اس کے واسطے دیکھو اعمال کی کتاب کا ۲۶:۱۸ کہ تو ان کی آنکھیں کھول دے تاکہ اندھیرے سے اُجالے اور شیطان کے اختیار سے خدا کی طرف پھریں اور گناہوں کی معافی اور مقدسوں کی میراث پاویں ۱۹ آیت اس ایمان کے وسیلے جو مجھہ پر ہے" مذکورہ بالا آیتوں سے فقرہ "شیطان کے اختیار سے" اور "گناہوں کی معافی" غور طلب ہے۔ علاوہ اس کے مسیحیوں کا تجربہ اس امر پر شاہد ہے کہ کفارہ کی تعلیم ہمکو گناہ سے نفرت اور خدا سے محبت کرانے کا ایک بھاری ذریعہ ہے +

مراسلات

محمد صاحب وہ نبی نہیں

جس کا ذکر موسیٰ نے توریت میں اور نبیوں نے کیا ہے

باوجودیکہ جناب پادری فنڈر صاحب مرحوم نے کتب میزان الحق میں اور جناب بھائی اکبر مسیح صاحب نے رسالہ ادعائے اسماعیل میں بڑی قوی دلیلوں سے ثابت کر دیا ہے کہ محمد صاحب نبی موعود نہیں لیکن پھر بھی محمدی صاحبان ہٹ دھرمی کو نہیں چھوڑتے۔ خواہ مخواہ مسیحی بنادوں کو آکر تنگ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو یوحنا کی انجیل میں محمد صاحب کی بابت پیشینگوئی لکھی ہوئی ہے اور یوحنا کی گواہی یہہ تھی جبکہ یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا کہ اُس سے پوچھیں کہ تو کون ہے

اور اُس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں تب اُنہوں نے اُس سے پوچھا تو اور کون کیا تو الیاس ہے۔ اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ پس آیا تو وہ نبی ہے اُس نے جواب دیا نہیں۔ یوحنا کی انجیل باب ۱۔ ۱۹ سے ۲۱ آیت تک +

محمدی صاحبان کہتے ہیں کہ یہودی مسیح اور الیاس کے سوا ایک اور نبی کی بھی انتظار میں تھے اور وہ نبی محمد صاحب ہیں +

اے محمدی صاحبان اگر آپ تعصب کی عینک اُتار کر عقل اور انصاف کی نظر سے ان آیات میں سے حق کو ڈھونڈھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ محمد صاحب وہ نبی نہیں۔

کاہنوں اور لادیوں نے یوحنا بپتسمہ دینے والے سے پوچھا کیا تو مسیح ہے یوحنا نے جواب دیا۔ میں مسیح نہیں۔ اب اے محمدی صاحبان آپ ہی بتائے دوسرا سوال مسیح کے ماقبل نبی کی بابت ہوگا یا مابعد کے نبی کی بابت۔ مثلاً اگر ہم کسی طالب علم سے پوچھیں کہ کیا آپ نے ایف۔ اے یعنے فرسٹ آرٹس کا امتحان پاس کیا ہے اور وہ کہے کہ نہیں۔ تو دوسرا سوال ہم اُس سے بی۔ اے کے پاس کرنے کا پوچھیں گے یا انٹرینس کے امتحان کے پاس کرنے کا۔ اے محمدی صاحبان آپ کو ضرور اقرار کرنا پڑیگا کہ ماقبل کی بابت۔ پس کاہنوں نے یوحنا کو کہا۔ اچھا اگر تو مسیح نہیں ہے تو مسیح سے پہلے الیاس نے آنا ہے۔ کیا تو الیاس ہے۔ اُس نے کہا میں نہیں ہوں۔ تب کاہنوں اور لادیوں نے کہا اچھا اگر تو مسیح نہیں اور الیاس بھی نہیں تو الیاس سے پہلے اُس نبی نے آنا تھا کیا تو وہ نبی ہے +

صاف ظاہر ہے کہ یہودی خاتم النبیین سید المرسلین مسیح کے انتظار میں تھے یا اُن نبیوں کی جنہوں نے مسیح سے پہلے آنا تھا۔ یوحنا نے جب کہا کہ میں خوش خبر دیتا ہوں کہ مسیح آنے والا ہے تو یہودی فوراً اُس کے مرید بن گئے مگر جب محمد صاحب نے یہودیوں کو کہا کہ مسیح آ چکا ہے۔ اور میں اُس کے بعد نبی ہوں۔ یہودیوں نے اُس کے مُنہہ پر اُس کو کہدیا تو جھوٹھا ہے۔ ہم تیرے مرید کبھی نہیں بنینگے۔ اور محمد صاحب کا مُنہہ بھی محمد صاحب کی مدد نہ کر سکا کہ یہودی کسی عقلی و نقلی دلیل سے محمد صاحب کی نبوت کے قایل ہو جاتے۔ آخر تنگ آمد بجنگ آمد +

راقم
ب۔ صالح

افشائے راز محمدی

فصل ۳۔ تقدیری ایمانداروں کا سلسلہ ہے اور تقدیری بدکاروں کا سلسلہ ہے +

عائشة قالت قلت یارسول الله ذراری المؤمنین قال من ابائهم فقلت یارسول الله بلا عمل؟ قال الله اعلم بما کانوا عاملین ـ قلت فذراری المشرکین؟ قال من آبائهم قلت بلا عمل؟ قال الله اعلم بما کانوا عاملین رواه ابوداؤد +

ترجمہ روایت ہے حضرت عائشہ سے کہ کہا میں نے یارسول اللہ اولاد مسلمانوں کی کیا ہے حکم اُن کا فرمایا تابع ہیں اپنے باپوں کی یعنے بہشت میں ہیں اُن کے ساتھ پھر کہا میں نے اے رسول خدا کے بغیر عمل کئے؟ فرمایا اللہ دانا تر ہے ساتھ اُس چیز کے کہ ہوتے عمل کرنے والے +

کہا میں نے اولاد مشرکوں کی؟ فرمایا یہہ بھی تابع ہے اپنے باپوں کی (یعنے دوزخ میں ہے ساتھ اُن کے) کہا میں نے بغیر عمل کے؟ فرمایا اللہ دانا تر ہے ساتھ اُس چیز کے کہ ہوتے عمل کرنے والے روایت کی یہہ داؤد نے؟

مظاہر الحق جلد اول سے صفحہ ۵۶ چھاپہ نولکشور۔

وعن علی قال سئلت خدیجة النبی صلی الله علیه وسلم عن ولدین ماتا لها فی الجاهلیة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم هما فی النار۔ قال فلما رای الکراهة فی وجها قال لو رایت مکانهما لا بغضتهما قالت یارسول الله فولدی منك قال فی الجنة ثم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان المؤمنین واولادهم فی الجنة وان المشرکین واولادهم فی النار ثم قرأ رسول الله صلی الله علیه وسلم والذین آمنو واتبعتهم ذریتهم رواه احمد ـ

روایت ہے علی سے کہا پوچھا حضرت خدیجہ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حال اپنے دونوں بچوں کا کہ مر گئے تھے بیچ جاہلیت کے پس فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دونوں بیچ آگ کے ہیں۔ کہا حضرت علی نے پس جب دیکھی ناخوشی بیچ چہرے اُن کے فرمایا حضرت نے اگر دیکھے تو حال اُن کا کہ کیسے خوار اور دور رحمت الٰہی سے ہیں البتہ ناخوش رکھے تو اُن کو۔

پھر عرض کیا اے رسول خدا کے اولاد میری تم سے؟ یعنے قاسم اور عبداللہ؟ یہہ حضرت کے لڑکے تھے۔ فرمایا بیچ بہشت کے پھر فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق مومن اور اولاد اُن کی بیچ بہشت کے اور تحقیق مشرک اور اولاد اُن کی بیچ آگ کے ہیں۔ پھر پڑھی رسول خدا نے یہہ آیت اور وہ لوگ کہ ایمان لائے وغیرہ۔ روایت کی یہہ احمد نے + باقی آیندہ

بقیہ

آفتاب صداقت طالع ہوگا

اور اُس کے پنکھوں میں شفا ہوگی۔

ملاکی ۴ باب ۲ آیت

اُس نے فرمانبرداری کرنی ہرگز نہ سیکھی تھی۔ وہ بے قاعدہ اور بے ادب تھا مگر ان سے بدتر عیب اُس میں تھے۔ وہ اپنے بھتیجوں کو دق کرنا اور ایذا پہنچانا پسند کرتا تھا۔ وہ بدمزاج





تھا اور بعض وقت اُس کا خراب مزاج ایسا بگڑتا تھا کہ وہ ہر ایک شَے کو جو اُس کے ہاتھ آجاتی توڑ پھوڑ ڈالتا تھا سزا کچھ اثر نہ کرتی تھی۔ سمجھانے اور بہلانے سے کچھ تاثیر نہ ہوئی۔ وہ ہر ایک بات کے لئے اپنے دل سے یہی کہتا تھا کہ مجھے کچھ پرواہ نہیں +

اُس کی بھتیجی سوسی حلیم نازک چھوٹی لڑکی تھی وہ جیک کے واسطے بڑی ملول تھی کیونکہ اُس کو کوئی نہیں پیار کرتا تھا اور وہ ہمیشہ کسی پیاری بھتیجی طریقہ سے کوشش کیا کرتی تھی کہ میں اُس کو نیک بناؤں مگر ایک روز وہ اپنی بھتیجی پر بڑا غصہ ہوا اور اپنی طیش میں اُس کی گڑیا آگ میں پھینک دی اُس کے بال اُکھاڑے۔ اور اُس کا بازو گھونسٹ لیا یہاں تک کہ اُس کے خون نکل آیا +

اِس قصور پر وہ بطور سزا کے ایک میلے کمرے میں جو قید خانہ کہلاتا تھا بند کر دیا گیا۔ دریچوں کے سامنے لوہے کی سلاخیں لگی تھیں وہ کسی وقت میں اناج خانہ تھا۔ اُس کے لئے قیدی کا کھانا نان و آب رکھا گیا جب تک وہ وعدہ کرے کہ میں نیک بنوں گا لیکن وہ چڑچڑا اور سرکش تھا اور کوئی بات کہنے کے سوا وہ یہہ کہا کرتا تھا کہ کچھ مضایقہ نہیں کوئی شخص جیک کے لئے اتنا افسوس نہ کرتا جتنی سوسی اُس کے لئے کرتی تھی +

رات کے وقت سوسی نے کہا کہ ای ماما بیچارے جیک کی بابت سوچنے سے مجھے نیند نہیں آتی وہ بالکل اکیلا ہے روشنی نہیں اور کوئی چیز بھی نہیں اور میرے چھوٹے لب کانپتے ہیں +

تیسرا دن ہوا مگر جیک نے کوئی علامت اپنے قصور کی غم کی ظاہر نہ کی وہ کل یہی کہتا تھا کہ کچھ پرواہ نہیں سوسی نے کہا کہ ای ماما کیا میں جا کر بند نہیں ہو سکتی ہوں جبکہ جیک باہر نکل کر دیکھیگا کہ کیسا خوشنما ہے۔ وہاں سورج کی روشنی نہیں۔ وہاں کوئی چیز نہیں +

اُس کی والدہ نے پیار سے بچے کے چہرہ پر دیکھکر کہا ای سوسی جاؤ۔

سوسی نے جیک کے دروازہ کے پاس جا کر اُسے کھولکر کہا ای جیک میں نے ماما سے درخواست کی ہے کہ میں اگر تمہاری جگہہ میں رہوں اور تم باہر جا کر دیکھو کیسا خوشنما ہے اور یہاں اندھیرا اور سنسان ہے +

جیک غور سے دیکھکر اُس پر گھورا اور اُسنے کہا کہ تم کیسے بے وقوف ہو۔ تب وہ آہستہ سے باہر نکلا۔ اُسی وقت مسز ہسٹون نے سوسی کو گھر میں رکھ باہر سے قفل لگا دیا۔

ای ماما سوسی نے کان میں کہا جب جیک میرا کھانا زینہ کے نیچے کھاویگا تو میں یہاں اُس کا کھانا کھاؤنگی +

شام کے کھانے کے وقت جیک خالی کرسی پر سوسی کے سامنے بیٹھا مسز ہسٹون نے جیک کو طشتری دیکر کہا تم روٹی اور پانی سوسی کے پاس لیجا سکتے ہو۔ وہ اُن کو لے کر جاتا تھا حلیم نہیں مگر پرہیزگار دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ وہ سوسی کے خواہش کے مطابق دوپہر کے بعد سے شام کے کھانے کے وقت تک ٹھہرا رہا۔ اُس نے پوچھا اگر میں ٹھہرا نہ رہوں تو کیا سوسی اندھیرے کے بعد تمام رات وہیں رہیگی مسز ہسٹون نے کہا ہاں۔ جیک کی آنکھوں میں اشک بھر آئے وہ اوپر کے زینہ پر چڑھ گیا اور قید خانہ کے کمرے میں جا کر کہا ای سوسی مجھے معلوم نہ تھا کہ تم بہت ہی نیک لڑکی ہو میں پھر کبھی نہیں ہرگز نہیں تمسے ایسا سلوک کرونگا میں اُداس ہوں میں اُداس ہوں۔ میں نیک لڑکا بنونگا میں نیک لڑکا بنونگا۔ تم مجھپر کس سبب سے ایسی مہربان ہوئی اور اُس نے اپنے بازو اُس کے گلے میں ڈال دیئے اور چلاتا تھا گویا اُس کا دل غم سے پھٹا جاتا تھا۔ جیک سوسی کی طرف کھینچا گیا اور وہ کیا چیز تھی جس نے اُس کو کھینچا۔ یہہ سوسی کی محبت اُس کے واسطے تھی اُس نے یہہ محبت اپنی رضامندی سے اُس کے واسطے تکلیف اُٹھانے کے لئے دکھلائی تھی +

ٹھیک ایسا ہی مسیح کی محبت ہے اُس نے ہمارے واسطے ایذا سہی وہ ہمارے واسطے مرا اور جب ہم ایسی عجیب محبت کو دیکھتے ہیں جس سبب سے اُس نے یہہ سب ہمارے واسطے کیا تب ہم یسوع کی کشش قوت معلوم کرنے لگتے ہیں جیسا رسول کہتا ہے کہ یہہ مسیح کی محبت ہے جو لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف اُبھارتی یا کھینچتی ہے اور جیسا بیشتر کہا گیا کہ آفتاب کی بڑی کشش قوت ہوتی اور اِسی وجہہ سے ہمارا خداوند مسیح اُس کے مانند ہے +

لیکن دوسری بات کہ سورج میں بڑی تندرستی کی طاقت ہوتی ہے اور اِس طرح سے یسوع اُس کے مشابہ ہے۔ ملاکی نبی کہتا ہے کہ اُس کے پنکھوں میں یا کرنوں میں شفا ہوگی +

راقم

اِی مارکس

ہیڈ ماسٹر سکاچ مشن سکول گوندل ضلع سیالکوٹ

"ایک مسیحی" کے لئے غور طلب

ہمنے اپنے بھائی "ایک مسیحی" کا مضمون ۹ تاریخ ماہ اکتوبر کے نور افشاں میں بڑے شوق اور دلچسپی کے ساتھ پڑھا۔ ہمارا بھائی بیشک اعلیٰ روحانی بصارت اور بلندی کو پہنچا ہے۔ خدا اُس کو برکت دے اور اُسکو جلال سے جلال تک بڑھا دے ہمارے بھائی نے اپنے مضمون میں دو باتوں کے لئے خدا کا شکر کیا ہے۔ ہم ان دو باتوں میں ایک تیسری بھی زیادہ کرتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ پنجاب کی چھوٹی کلیسیا میں ایک ایسا روحانی آدمی بھی ہے جو ایسا عمدہ مضمون بلکہ زبور مختصر اور عام فہم الفاظ میں لکھ سکتا ہے اور پھر اپنے نام کو پوشیدہ رکھتا ہے۔ بیشک آسمان کی بادشاہت پوشیدہ خزانے کی مانند ہے۔ بیشک قریب ہے کہ خدا اپنے منتظر بندوں کو عجیب باتیں دکھلاوے۔ ہاں ای یہوواہ ہم تیرا شکر تہ دل سے کرتے ہیں +

لیکن ہمارے بھائی کے مضمون میں چند امور ہیں جو جواب طلب ہیں ؛

(۱) "صرف ایک امر اس رسالہ کی بابت اس کے اڈیٹر صاحب کی خدمت میں ادب سے پیش کرتے ہیں کہ اگر ہو سکے تو وہ بھی کون مسایل ہے جن کی بابت کلیسیا نے فیصلہ نہیں کیا ..... محفوظ رکھیں"۔ ممکن نہیں کہ مسیحی ایسے امور سے محفوظ رہے۔ اگر مسیحیوں کے لئے نہ ہوتا تب اس کا ایسے امور سے محفوظ رہنا ممکن ہوتا۔ ہم غیر قوموں کے سامنے اپنے جھگڑے بیان کرنا مناسب نہیں سمجھتے لیکن اپنے گھر میں بیٹھکے اپنے آسمانی باپ کے حضور ضرور ہو کہ ہم دلیری سے اپنے مذہب کے سمندر میں گہرے غوطے ماریں۔ مسیحی گہرا کھودنے سے نہ باز رہ سکتا ہے اور نہ رہے گا۔ سلسلہ تحقیق میں محقق اگر تعصب اور ضد سے مبرا ہو تو ضرور ہو کہ بہت دور پہنچ جائے اور ایسے مسایل کی بابت رائے زنی شروع کرے جن کو محققین سابقین نے فیصلہ نہیں کیا۔ بلکہ وہ کبھی کبھی اس قدر دور پہنچ جائیگا کہ ناظرین جو اس کی مانند دلیر نہیں ہیں اس کی سلامتی کی بابت کانپنے اور تھرتھرانے لگیں گے کہ ٹھہرے کہیں اس کا ایمان نہ جاتا رہے۔ لیکن محقق اور مومن دونوں آسمانی باپ کے چہرے کے نور میں رہتے ہیں۔ باپ کے گھر میں اگر ہم دلیری اور آزادی سے کود پھاند نہ سکیں تو پھر اور آزادی کی جگہ کہاں ہے۔ کچھ خطرہ نہیں۔ مسیحی کی آزاد بیانی کسی کمزور مسیحی کو نقصان نہ پہنچائیگی۔ علاوہ ازیں ہم اپنے بھائی اڈیٹر مسیحی کو چند باتوں کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کئی امور ہیں کہ جن کا فیصلہ کلیسیا صرف اس لئے نہیں کر سکی کہ وہ ایک خاص قسم کے مخالفین کے حملوں سے اس وقت تک محفوظ رہی۔ لیکن ہندوستان میں کلیسیا ان (دماغی اور فیلسوفانہ) دشمنوں کے گٹھ میں آن پھنسی ہے۔ اور بعض باتیں جن کا فیصلہ یوروپ میں نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا تھا ہندوستان میں فیصل ہونگی۔ اور امید ہو کہ اس فیصلے میں رسالہ مسیحی بھی مدد کریگا اور کلیسیا یاد کریگی کہ فلاں ہم امر میں جو رسالے فلاں سن اور فلاں تاریخ کے مسیحی نے ظاہر کی تھی وہ اگرچہ پہلے کبھی ظاہر نہوئی تھی تاہم درست تھی۔ مثلاً یوروپ میں آجتک کلیسیا نے فیصل نہیں کیا کہ الہام کی تعریف کیا ہے۔ اور اس کا سبب کیا ہے۔ فقط یہہ کہ یوروپ میں اور کوئی کتاب بائبل کا مقابلہ نہ کر رہی تھی۔ الہام کی تعریف کی اشد ضرورت یورپ والوں کو کبھی نہیں ہوئی۔ لیکن ہندوستان میں قرآن اپنی لفظی صحت لئے ہوئے میدان کارزار میں موجود ہے اور تحریف کی بحث دن بدن شدید اور گہری ہوتی جاتی ہے۔ ضرور ہے کہ مسلمانوں کے گھڑے گھڑائے مسئلہ و تعریف الہام کے مقابلہ میں کلیسیا بائبل کے الہام کی تعریف کرے تاکہ ثابت ہو جائے کہ مسلمانوں کے اکثر اعتراض بائبل کی عبارت کے خلاف بالکل فضول ہیں اور کلیسیا ان کا جواب دینے کی پرواہ نہیں کرتی کیونکہ وہ اعتراضات کلیسیا کے عقیدے پر آتے ہی نہیں۔ پس ضرور ہے کہ ہندی کلیسیا وہاں سے شروع کرے جہاں یورپ والوں نے ختم کیا ہے۔ پس اے پیارے ایک مسیحی کس طرح ممکن ہو کہ رسالہ مسیحی بے فیصل شدہ مسایل کا ذکر کرنے سے محفوظ رہے۔ خدا تو ہمیں اوپر کو بلا رہا ہے لیکن طرفہ یہہ ہو کہ شیطان بھی ہمیں (بذریعہ قرآن) نیچے سے اوپر کو دھکیلتا اور اُچکاتا ہے۔ کیا ہندوستان میں کبھی کوئی نئی بات پیدا نہوگی۔ ہم کیوں بے فیصل شدہ امور سے کنی کترا دیں ؛

(۲) "پادری صاحب کا اپنی بیوی اور بچوں کو بغیر کسی پختہ انتظام کے دیسی مسیحیوں پر چھوڑ دینا (حالانکہ دیسی مسیحیوں نے ان کی بیوی بچوں کا ذمہ نہیں لیا تھا) اس اقرار کے کہانتک مطابق ہے جو گرجا میں خدا اور اس کی جماعت کے روبرو کیا گیا تھا"۔ اسی میں تو پادری صاحب کی بہادری اور ایمان کی بلندی ہے۔ اگر دیسی مسیحی پہلے انتظام کر لیتے اور بعد ازاں پادری صاحب اپنی بیوی بچوں کو ان کے سپرد کر دیتے تو پادری صاحب نبی کہلانے کے مستحق بھی نہوتے۔ تب اصلی بہادری دیسی مسیحیوں کی ہوئی۔ نہ پادری صاحب کی۔ ہر ایک مسیحی یہ خوب جانتا ہو کہ اگر پادری صاحب پختہ انتظام کی انتظاری کرتے تو وہ پختہ انتظام کبھی پیدا نہوتا۔ بھلا ہماری سوئی ہوئی کلیسیا کبھی اپنی خوشی سے کسی نبی کی بیوی بچوں کا ذمہ لینے کو طیار ہوگی۔ ہرگز نہیں۔ لکڑیوں سے آگ سلگتی ہے یا آگ سے لکڑیاں۔ علاوہ ازیں پختہ کے کیا معنے ہیں۔ کیا پختہ انتظام رجسٹروں اور کمیٹیوں کو کہتے ہیں۔ پختہ ایمان پختہ انتظام کو پیدا کرتا ہے۔ اور جو ایمان پختہ انتظام کے بعد پیدا ہو وہ نیم ایمان ہے۔ جو اس خاکسار کا بھی ہے۔ مشنری سوسائٹیاں مشنری پیدا نہیں کرتیں بلکہ مشنری سوسائٹیوں کو پیدا کرتے ہیں۔ پادری صاحب آئندہ زمانہ میں پنجاب مشنری سوسائٹی کے باپ کہلاوینگے۔

"اس اقرار کے کہانتک مناسب ہو وغیرہ" اس کا حقیقی اور سچا جواب تو پادری صاحب ہی دے سکتے ہیں لیکن ہمارا خیال ہے کہ پادری صاحب کے ایمان کا زور و اثر ان کے عزیزوں کو جلد اڑا دیگا نہیں تو گھسیٹیگا تو سہی۔ کیا انجیل سے صاف ظاہر نہیں کہ مسیح نے اپنے والدین کی مرضی کے کس قدر خلاف صلیبی راہ پر قدم رکھا۔ کیا سب نبیوں کی بیوی بچوں کا ذمہ لینے کے لئے مشنری سوسائٹیاں موجود یا راضی تھیں۔ ممکن ہے کہ پادری صاحب نے اپنے عزیزوں کی مرضی کے خلاف اپنی گردن پر دیسی کلیسیا کی سستیوں اور بدنظمیوں کے پہاڑ کو دھر لیا ہو لیکن مضایقہ نہیں۔ انہوں نے وعدہ اور فرایض شوہری و والدیت کو ہرگز نہیں توڑا۔ انہوں نے اپنے عزیزوں کو سب سے بڑے منتظم یعنے خدا کے سپرد کیا ہے اور دیسی مسیحی شرمندہ ہو کر ان کا ذمہ لیں گے۔ اور پہلے سے زیادہ بہتر طور پر ان کی پرورش کریں گے ؛

کیا ایمان سے آدمی پہاڑوں کو نہیں ہلا سکتا۔ کیا ایک بیوی اور تین بچے پہاڑوں سے زیادہ ثقیل ہیں۔ لیکن ہم صاف کہتے ہیں کہ آیا پادری صاحب اس اقرار کے مطابق چل رہے ہیں جو گرجا میں خدا کے سامنے کیا تھا اس کی اصلی کیفیت فقط انہی کو معلوم ہے اور ان کے سوا ان کی



بیوی اور خدا کو ہے۔ یہہ ایک مقدس معاملہ ہے جس میں دخل کرنا ہمارا مقدور یا حق نہیں +

(۳) "کیا ان کا یہہ کرنا خداوند کے اور کارندوں کے واسطے کچھ مضر تو نہ ہوگا اگر وہ بھی ان کی پیروی کریں الخ کاشکہ خداوند کے سب کارندے نبی ہوتے۔ تب ہم پہاڑوں کو چلتے اور آدمیوں کو عقابوں کی طرح پرواز کرتے دیکھتے۔ اور "ایک مسیحی" اضر کا کیا ذکر ہے +

(۴) کیا پادری صاحب کی ظاہری حالت (فقیرانہ لباس) لوگوں کی توجہ وغیرہ"۔ سب ظاہری حالتیں اچھی ہیں۔ لیکن سب مضر ہو سکتی ہیں۔ ہر حالت میں جسمانی اور روحانی خطرے موجود ہیں۔ شیطان سب کپڑے پہن لیتا ہے۔ اُس کے فریبوں سے بچنے کے لئے کوئی انسانی حکمت کارگر نہیں۔ خدا کی روح ہمیں اُس کے فریبوں سے بچاوے۔ پادری صاحب کی نبوت فقیرانہ لباس میں نہیں بلکہ زیادہ گہری اور اُن کی روح میں ہے۔ ممکن ہے کہ چندروز کے بعد اس ظاہری صورت یعنے فقیرانہ لباس کے متعلق خطرے اور شیطان کی حکمتیں نمایاں ہوں۔ تب پادری صاحب کو مناسب ہوگا کہ پھر کوٹ پتلون پہنیں۔ تب ثابت ہو جائے گا کہ خدا کی روح کا کوئی خاص لباس نہیں +

(۵) "بعض نوجوان جو پادری صاحب کے ساتھ بطور مریدوں کے پھرتے .... یہہ کہتے ہیں کہ ہم نے اب مسیح کو پایا ہے" یہہ فی الحقیقت ایک خطرہ ہے اور ہم کمال عزت وادب کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ شاید یہہ خطرہ اور غلطی پادری صاحب کی تعلیم سے پیدا ہوتی ہے۔ پادری صاحب کن ورشن* پر بہت زور دیتے ہیں۔ یہہ تو صحیح ہے لیکن کبھی وہ کن ورشن یعنے تولد کے نشوونما کی تکمیل پر اس قدر زور دے بیٹھتے ہیں کہ بپتسمہ یعنے ساعتِ تولدِ نَو کو بھلا دیتے ہیں۔ ان کو مناسب ہے کہ ہر مسیحی کو خواہ وہ ان کے خیال میں کونورشنڈ ہو یا نہو صاف الفاظ میں کہیں تو نئی پیدایش پا چکا ہے۔ جس شخص نے بپتسمہ پایا ہے اُس نے فی الحقیقت نئی پیدایش پائی ہے مسیح بپتسمہ کے وقت** ہر شخص کو مل جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص بپتسمہ پاکر اور مسیح کو حاصل کر کے اپنے اعلیٰ استحقاق بھول جاوے اور سرد ہو جاوے اور پھر کوئی نبی آکر اپنی آگ سے دوبارہ اس کو سلگا دے تو اُس مسیحی کو کبھی یہہ نہ کہنا چاہئے کہ میں نے اب مسیح کو پایا ہے۔ اور پہلے نہ پایا تھا۔ اگر اُس نے پہلے اس کو نہ پایا ہوتا تو نبی کبھی اس کو جگا نہ سکتا۔ کوئی غیر قوم مسیحی ہو کر نہیں کہہ سکتا کہ میں نے اب خدا کو پایا ہے۔ خدا تو ہمیشہ اُس کے نزدیک تھا اور اگر خدا نزدیک نہ ہوتا تو اس میں کیا مجال تھی کہ کبھی اُس کو پا سکتا۔ پادری صاحب کو مناسب ہے کہ کسی مسیحی کو یہہ کہنے کی اجازت نہ دیں کہ میں نے آپ کے ذریعہ سے مسیح کو پایا ہے۔ سب مسیحی بپتسمہ کے وقت مسیح کو پا چکے ہیں اور ان کو مناسب ہے کہ اپنی زیادہ برکتوں کو اپنے بپتسمہ دینے والے پادریوں کی طرف منسوب کریں اور کبھی جوش میں آکر نہ کہیں کہ بپتسمہ کے وقت تو ہم کو کچھ نہ ملا تھا پر اب ملا ہے۔ ہاں اگر چاہیں تو یہہ کہیں کہ مسیح تو مجھ میں تھا لیکن افسوس کہ میں کم بخت نہ جانتا تھا یا جان کر بھول گیا تھا۔ الغرض آیندہ کوئی احسان اللہ پر اعتراض یا اُس کو دق نہ کرے کیونکہ وہ مسیح کی صلیب کو لئے پھرتا ہے۔ "اُس نے ہماری ماندگیاں اُٹھالیں" + راقم ایک ناروو الیہ۔

نوٹ۔ ** اگر یہاں راقم مضمون کی پانی کے بپتسمہ سے مراد ہے تو ہم اُس سے اتفاق نہیں کرتے کیونکہ ہم (Baptismal Regeneration) یعنے پانی کے بپتسمہ کے وقت تولد نَو کے ضرور حاصل کرنیکی تعلیم کلام الٰہی میں نہیں پاتے ہیں۔ اور اس ہی بنیاد پر راقم مضمون کا نتیجہ کہ ان کو مناسب ہے کہ اپنی زیادہ برکتوں کو اپنے بپتسمہ دینے والے پادریوں کیطرف منسوب کریں درست نہیں ہے۔ اڈیٹر

نوٹ * راقم مضمون کے لفظ کن ورشن کو نئے تولد کے نشوونما کی تکمیل سے تعبیر کرنا ایک ایسا امر ہے کہ جس سے ہمکو یقین ہے کہ نہ تو پادری احسان اللہ صاحب کو ہی اتفاق ہے اور نہ ہمکو۔ البتہ کن ورشن اُس حقیقت باطنی کا ایک پہلو ہے جو انسان کیطرف سے ہے جسکا دوسرا پہلو تولد نَو خدا کا کام ہے اور بس۔ اڈیٹر

شہر انبالہ میں مسیحی میلہ

ہمارے ناظرین اس میلے کا پروگرام ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء کے نورافشاں میں پڑھ چکے ہیں۔ ۳۱ اکتوبر سنہ ۱۹۰۹ء کی صبح کو یہہ میلہ شروع ہوا مگر بہت سے بھائی بہنیں ۳۰ اکتوبر کی شام تک ہی انبالہ شہر میں پہنچ گئی تھیں۔ اُن کے اوترنے وغیرہ کیلئے خاطر خواہ انتظام کیا گیا تھا۔ چونکہ وہاں کے گرجے گھر میں اس قدر لوگوں کے بیٹھنے کی گنجایش نہیں ہو سکتی تھی اس واسطے کئی ایک شامیانے جوڑ کر کھڑے کئے گئے تھے اور اُن کو انجیل کی آیتوں اور پھول پتوں سے سجایا گیا تھا۔ کل بھائی بہنوں کی تعداد جو میلے میں تشریف لائے تین سو سے زیادہ ہوگی۔ اس میلہ کا پورا بیان کرنا بہت مشکل ہے مگر نورافشاں کے ناظرین کے لئے نہایت اختصار کے ساتھ اس کا بیان کرتے ہیں۔

۳۱ اکتوبر کی صبح کا وقت اس واسطے مقرر تھا کہ تمام سال کی برکتوں کے لئے شکرگذاری کی جاوے۔ چنانچہ ڈاکٹر آر تھیکول صاحب نے فرمایا کہ کئی سببوں سے نہایت ضروری ہے کہ ہم آج خدا کی شکرگذاری کریں۔ مثلاً خدا نے ہم کو زندگی بخشی۔ بیماری اور دُکھ میں اُس نے ہماری مدد کی۔ ہم میں سے بعضوں کو اس سال میں مسیح کے پاس آنے کا موقعہ دیا بعضوں کو نئی زندگی اور بعضوں کو روح سے بھرپور زندگی عطا کی۔ چونکہ پادری کیلیو صاحب کسی سبب سے تشریف نہ لا سکے اس واسطے پادری احسان اللہ کو موقعہ دیا گیا اور اُنہوں نے ہوسیع ۱۰ : ۱۲ "بنجر کو اپنے لئے جوتو۔ کیونکہ یہہ وقت ہے کہ جس میں تم خداوند کو ڈھونڈو" پر وعظ کیا اور فرمایا کہ ہمارے دل بنجر زمین کی مانند ہیں۔ جب تک کہ بنجر زمین توڑی نہ جاوے وہ بونے کے لائق نہیں ہوتی اور نہ ہی پانی اُس کے اندر پہنچتا ہے اسی طرح خدا کے کلام کا بیج ہمارے اندر بویا جانے سے پہلے اور روح کا سوتا ہمارے دل میں جاری ہونے سے پیشتر ضروری ہے کہ ہمارے دل توڑے جاویں۔ اس

وعظ میں پادری صاحب نے گناہوں کی ایک فہرست پیش کرکے اُس کا ایسا اچھا بیان کیا کہ جس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قریباً ہر ایک کا دل اُس وقت اپنے اپنے گناہوں کو محسوس کرکے ٹوٹ رہا ہے۔ اِس وعظ سے حاضرین کے دل خدا کے کلام کو قبول کرنے کیلئے طیار ہو گئے +

پھر دوپہر کو جلسہ فراہم ہوا۔ اور گفتگو اِس مضمون پر شروع ہوئی کہ "مسیحی ہونا کیا ہے؟" پادری رلارام صاحب نے فرمایا کہ مسیحی ہونے سے مراد وہ شخص ہے جو خدا کے مفت فضل سے یسوع مسیح کے وسیلے سے نجات پاچکا ہے اور مسیح میں رہتا ہے۔ اِن کے بعد مسٹر سرکار نے اس کا بیان کیا۔ آخرکار پادری آرتھر ایچ۔ یونگ صاحب نے یسعیاہ ۳۳ باب ۱۴ آیت کو پڑھکر بتلایا کہ خدا کی راستی اور عدالت ہر ایک ناراستی اور نپاکی کو بھسم کر رہی ہے۔ اُس کی راستی کے ابدی شعلوں میں وہی رہ سکتے ہیں کہ جنھوں نے مسیح کی راستی کو پہن لیا ہے اور لحظہ بہ لحظہ اُس میں رہتے ہیں سوائے مسیحیوں کے کوئی ابدی شعلوں میں ٹھہر نہیں سکتا۔ خدا کی یہہ راستی قوموں کا ناراستی کے سبب سے بدلہ لے رہی ہے۔ اُنہوں نے بتلایا کہ مسیحی ہونا یہی ہے کہ ابدی شعلوں میں رہکر مسیح کی راستبازی کے باعث بھسم نہ ہونا +

شام کو جلسہ پھر منعقد ہوا۔ پادری طالب الدین۔ پادری پریم داس اور پادری درگا پرشاد نے روح سے بھرپور زندگی کا بیان کیا۔ اُس وقت ذیل کی باتوں کا بیان کیا گیا +

(۱) جس نے نئی زندگی حاصل نہیں کی وہ روح سے بھرپور زندگی حاصل نہیں کرسکتا +

(۲) بہت سے مسیحی صرف نئی زندگی حاصل کرکے ٹھہر جاتے ہیں اور اِس کو کافی سمجھ کر روح سے بھرپور زندگی کو حاصل نہیں کرسکتے +

(۳) روح سے بھرپور زندگی یہہ ہے کہ مسیح ہماری زندگی میں پورے طور پر جلال اور بزرگی پاوے +

(۴) اس کے بغیر نہ ہم غالب زندگی حاصل کرسکتے اور نہ مسیح کے گواہ بن سکتے اور نہ گناہ میں مُردہ لوگوں کو زندگی دینے کا وسیلہ بن سکتے ہیں +

(۵) ہر ایک مسیحی کو اُس کی ضرورت ہے۔ خدا نے اپنے کلام میں ہر ایک اپنے بندے کو یہہ زندگی دینے کا وعدہ کیا ہے۔

(۶) اس کے حاصل کرنیکے شرایط (۱) اپنے تئیں ایک طرح کی خودی سے خالی کرکے خدا کے حضور میں آنا (۲) اپنے تئیں اور اپنا سب کچھ خدا کے حوالہ کرکے اُسی کو اپنا مالک اور اپنے دل کا بادشاہ بنا لینا اور دل کا کوئی کونا یا کوٹھری اُس سے علیحدہ نہ رکھ لینا۔ (۳) اس زندگی کا دعویٰ کرنا کیونکہ خدا نے حکم دیا ہے کہ "روح سے بھر جاؤ" +

(۷) اس کے نتیجے اور پہچان (۱) پھلدار زندگی (۲) خدا کے لئے گواہی دینے میں دلیری (۳) ستایا جانا اُن لوگوں سے جو مسیح کو پیار نہیں کرتے +

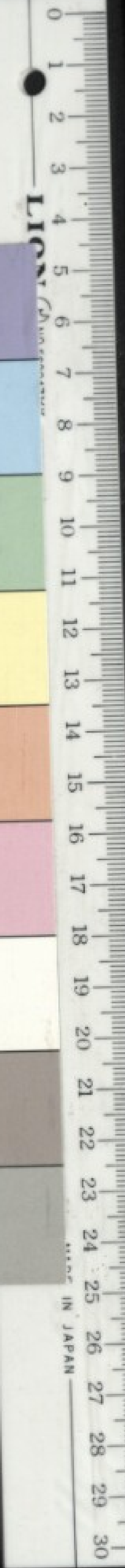
یکم نومبر ۱۸۹۶ء آج صبح پھر جلسہ فراہم ہوا۔ پادری گولک ناتھ صاحب نے بتلایا کہ "مسیح میں رہنا" کیا ہے اور کن کن باتوں سے پہچانا جاتا ہے کہ ہم مسیح میں رہتے ہیں اور کن کن شرایط کے پورے کرنے پر ہم اُس میں رہ سکتے ہیں۔ ان کے بعد پادری سمتھ صاحب نے مسیح میں قایم رہنے کی برکتیں اور نہ رہنے کے خطرے بیان کئے اُنہوں نے فرمایا کہ وہ جو گناہ میں رہتا ہے مسیح میں نہیں رہتا ہے اور جس طرح سے ڈالی پھینکی جاتی اور سوکھ جاتی اور آگ میں جلائی جاتی ہے اِس طرح اُس کا حال ہوگا کہ جو مسیح میں قایم نہیں ہوگیا +

دوپہر کو پھر جلسہ فراہم ہوا۔ اُس وقت کا مضمون "غالب زندگی" تھا افسوس ہے کہ اس موقعہ پر ڈاکٹر کیلاگ صاحب اور ڈاکٹر یونگ صاحب تشریف نہ لاسکے مگر مسٹر جارج لوئیس صاحب نے نہایت عمدہ طرح سے اُس زندگی کا بیان کیا۔ اُنہوں نے زندگی اور غالب زندگی میں فرق بتلایا اور کہا کہ غالب زندگی وہی زندگی ہے کہ جو دشمن پر غالب آسکے۔ ہمارے سامنے ایک بڑا بھاری دشمن ہے اور جب تک یہہ زندگی ہم میں نہ ہو ہم غالب نہیں آسکتے۔ یہہ زندگی مسیح میں ہے اور وہ اس زندگی کو دینے کے لئے اس دُنیا میں آیا اور ہر ایک کو جو اُس پر ایمان لاتا ہے وہ یہہ زندگی بخشتا ہے۔ اُنہوں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کلام کے بہت سے حوالہ پیش کئے۔ ان کے بعد پادری احسان اللہ کو پھر موقع دیا گیا اور اُنہوں نے مسیح کے دُکھوں اور موت پر نہایت ہی پرزور وعظ کیا۔ جب کہ وہ مسیح کے دُکھوں کا ذکر کر رہے تھے اُس وقت کئی بھائیوں کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھار بہہ رہی تھی۔ ان کے اس وعظ میں چند باتیں بہت ہی نصیحت بخش اور ضروری تھیں ہم ان کا مختصر ذکر کرتے ہیں +

(۱) یہوداہ اسکریوطی نے بوسہ دیکر خداوند کو پکڑوا دیا۔ بوسہ دینا محبت کی علامت ہے۔ یہوداہ اسکریوطی نے ظاہر کیا کہ وہ خداوند کو پیار کرتا ہے جبکہ دل میں دشمنی تھی اس طرح سے کئی ظاہرا دینداری کے بھیس میں مکاری کرتے ہیں۔ روپے کے لالچ میں پھنس کر دینداری کا بھیس اختیار کر لیتے ہیں ہونٹھوں سے تو خدا کی بزرگی کرتے ہیں مگر اُن کے دل خدا سے دور رہتے ہیں ایسے لوگ چاہے وہ مشنری یا خادم الدین یا واعظ یا کچھ ہی کیوں نہ ہوں خداوند کا جلال ظاہر کرنے کے بجائے اُلٹا اُسکو بوسہ سے پکڑواتے اور اپنی ہلاکت کا آپ ہی باعث ہوتے ہیں +

(۲) پطرس مسیح کا دلیر شاگرد تھا مگر جب لوگ مسیح کو پکڑ کر لے جاتے تھے تو وہ دور دور پیچھے چلتا تھا اسی طرح اکثر جبکہ ہم کو مسیح کے دکھوں اور تکلیفوں میں ساتھ ساتھ رہنے کی ضرورت ہوتی یا موقعہ ہوتا ہے کہ ہم اس کی صلیب کو اُٹھا کر اُس کے ساتھ ساتھ چلیں ہم اُس سے بہت پیچھے رہتے ہیں۔ ہائے دُنیا کی محبت اور دنیا کا ڈر ہمکو ایسے پیارے خداوند سے دور رکھیں۔ افسوس ہم پر! افسوس ہم پر!!

(۳) جبکہ وہ خداوند سردار کاہن کے سامنے پیش کیا گیا پطرس دالان میں بیٹھا ہوا آگ تاپ رہا تھا۔ اور تین



دفعہ اپنے بچانے والے کا انکار کردیا۔ اسی طرح ہم بھی کبھی کبھی آرام طلبی یا دنیاوی عیش وعشرت کی گرمی میں مگن ہوکر مسیح کے دکھوں اور مصیبتوں کو کہ وہ کس غرض سے اُٹھائے گئے تھے بھول جاتے ہیں اور مسیح کے جھوٹے گواہ ٹھہرکر اُس کے برخلاف گواہی دیتے ہیں۔ عزیزو ہمارا کیا حال ہو؟

اس کے بعد پادری ڈیلس صاحب نے مسیح کی موت کا ذکر کرکے اس بات کی ضرورت کو بتلایا کہ ہم خداوند کی میز کے پاس آنے سے پیشتر اپنے تئیں جانچیں ایسا نہو کہ ہم اپنی سزا کھاویں اور پیویں۔ اس کے بعد روٹی اور مے تقسیم کی گئی +

شام کو جلسہ پھر فراہم ہوا۔ اُس وقت کا مضمون "مسیحی محبت" تھا۔ پادری لڈل صاحب نے ا قرنتی ۱۳ باب پڑھکر اس مضمون پر بیان کیا اور محبت کی چند صفتوں کا جو اس باب میں بتلائی جاتی ہیں ذکر کیا اور کہا کہ اگر ہم مسیح کو پیار کرتے ہیں تو ہم اپنے پیار کو مسیح کے لئے اپنا روپیہ خرچ کرنے سے ظاہر کریں۔ انہوں نے چند مثالوں سے ثابت کیا کہ جنہوں نے مسیح کے لئے دینا شروع کیا ہو وہ کبھی گھاٹے میں نہیں رہے۔ اس کے بعد پادری احسان اللہ نے اس مضمون پر ایک پُرزور وعظ کیا اُس میں اُنہوں نے کہا کہ اگر ہم مسیح کو پیار کرتے ہیں تو ضروری ہو کہ بھائیوں کو بھی ایسا ہی پیار کریں جیسا کہ مسیح نے ہم کو پیار کیا ہو۔ اور یہہ حکم ناممکن نہیں ہو جیسا کہ بعضوں کا خیال ہو۔ کیا مسیح کامل دانا ہوکر ایسا نادان تھا کہ ہمکو ناممکن حکم دیتا۔ ہم مسیح میں ہوکر سب کچھ کرسکتے ہیں۔ اُنہوں نے اس کا بھی ذکر کیا کہ ہندوستان میں کام کرنے والوں کی بہت ضرورت ہو۔ مگر یہہ کام کرائے کے منادوں سے جو اس کام کو روٹی کا وسیلہ بنا لیتے ہیں نہیں ہوگا۔ یہہ کام صرف اُنہیں سے ہوگا کہ جو روح سے بھر گئے ہیں اور خدا کی طرف سے محض خدا کی محبت سے پُر ہوکر ہندوستان کے اُدّھار کے لئے اپنی جان اپنی عزت اپنا دھن اور دولت بیوی اور بچے سب کچھ مسیح کے قدموں پر لاکر رکھدیتے ہیں اور محض اُسی کی بزرگی اور عظمت کے لئے جینا چاہتے ہیں۔ ان کے بعد ڈاکٹر لوکس صاحب نے چرا قرنتیوں کے ۱۳ ویں باب کا حوالہ دے کر فرمایا کہ اگر ہم آدمی یا فرشتے کی مانند فصیح ہوں اور سب زبانوں کو بول سکیں اور اپنی جان اور اپنا سب کچھ دیدیں مگر مسیح کی محبت سے خالی ہوں تو کچھ فائدہ نہیں اس واسطے ہم جو کچھ کریں مسیح کی محبت سے بھرکر کریں اور پھر جس حالت میں اور جس جگہہ رکھکر خدا ہمسے اپنا جلال ظاہر کرانا چاہتا ہو اُسی جگہہ رہکر ہم اُس کا جلال ظاہر کرسکتے ہیں +

۳ر نومبر ۹۶ئہ کی صبح کے وقت پھر جلسہ فراہم ہوا۔ ڈاکٹر فورمن صاحب نے "میوہ لانا" کے مضمون پر بیان کیا۔ اُنہوں نے کہا کہ یہہ مضمون اُن سارے مضمونوں کا جو اس سے پہلے ہو چکے ہیں مرکز ہو۔ ان کے بعد پادری اوپل صاحب نے فرمایا کہ جب تک ہم غریب دل نہ بنیں یا پست نہ ہو جائیں ہم میوہ لانے کے لائق نہیں ہو سکتے۔ اُنہوں نے اپنے اس دعوے کو خدا کے کلام کے مختلف حوالوں سے بخوبی ثابت کیا اور بتلایا کہ جب کبھی خدا کے لوگوں نے اپنے تئیں خالی کیا ہو اور خدا کی روح اُنکے دلوں میں بھر گئی ہو اُسیوقت پنتیکوست کا زمانہ آگیا ہو اور ہزاروں جانیں بچکے وسیلے سے بچ گئی ہیں اُنہوں نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں بہت سے تواریخی حوالے بھی پیش کئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ ہر زمانے میں خدا نے اپنے لوگوں کی زندگیوں کو جبکہ اُنہوں نے اپنے تئیں خالی کیا پھلدار زندگی بنایا ہو +

دوپہر کو پھر جلسہ فراہم ہوا۔ اور "ہمارا کھیت اور کام" پر غور کیا گیا مسٹر ایم وائلی کے تشریف نہ لاسکنے کے باعث پادری جمیل سنگھ صاحب نے پہلے ہمارے کھیت اور کام کا ذکر کیا۔ اُنہوں نے بتلایا کہ ہمنے اس میلے میں بہت سی روحانی ضیافتیں کھائی ہیں اور جیسا کھانا کھا کے انسان کام کرتا ہو اسی طرح سے ہم کو بھی مناسب ہو کہ ہم اپنے کھیت اور کام کا خیال کریں۔ اُنہوں نے غیر قوموں کو ہمارا کھیت بتلایا اور چند طریقوں کا بیان کیا کہ جن کے مطابق ہم اُنمیں کام کرسکتے ہیں ان کے بعد پادری رائے صاحب نے اس مضمون کو دو حصے کرکے بتلایا کہ ہمارا پہلا کھیت کلیسیا ہو اور دوسرا کھیت غیر اقوام

اُنہوں نے اپنا بہت سا وقت پہلے کھیت کے بیان میں خرچ کیا۔ اس میں اُنہوں نے خانگی عبادت۔ دیندار ماؤں کی ضرورت اور بچّوں کی دینی تعلیم پر بہت زور دیا +

چونکہ شام کے وقت پروسیشن کا انتظام نہیں ہوسکا اس واسطے ایک اور جلسہ منعقد کیا گیا۔ ڈاکٹر لوکس صاحب اُس جلسے کے میر مجلس مقرر ہوئے۔ اس جلسہ کا خاص مقصد یہہ تھا کہ جو جو خاص فائدہ کسی کو یہاں آنے سے ہوا ہو اُس کا ذکر کرے۔ اس جلسے میں کئی بھائیوں نے اقرار کیا کہ ہم مُردہ تھے اور ہم کو یہاں زندگی حاصل ہوئی ہو۔ اور بعضوں نے روح سے بھر جانے کا اقرار کیا اور بعض نے کہ جن کا دل کسی اور بھائی سے ناراض تھا اُسی وقت معافی مانگ کر میل حاصل کیا۔ اُس وقت کا نظارہ دیکھکر صاف معلوم ہوتا تھا کہ خدا کی روح زور کے ساتھ اس میلے میں کام کررہی ہو۔ ہمارے دیہاتی مسیحی بھائی جبکہ اپنی ٹوٹی پھوٹی پنجابی بولی میں اپنے دلوں کے خیال ظاہر کرتے یا دعا مانگتے تھے تو دل خدا کی شکرگذاری سے بھر جاتے اور معلوم ہوتا تھا کہ خدا کی روح کس طرح ان لوگوں کے دلوں میں بھی آکر کیسے کیسے نتیجے پیدا کرسکتی ہو +

رات کو پریم بھوجن ہوا۔ سب بھائی پانت پانت کرکے زمین پر بیٹھ گئے۔ ہم کو اُس وقت وہ موقعہ یاد آیا جب کہ خداوند نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ تم لوگوں کو پانت پانت کرکے بٹھا دو اور ان کو پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے سیر کیا گیا تھا۔ یہہ موقعہ بڑی خوشی کا موقعہ تھا۔ اس کے بعد بھائی ایک دوسرے کے ساتھ ملکر خوش ہوئے۔ اور اُس کے بعد بہت دیر تک جو باجا کہ ساتھ جو ہمارے دیہاتی بھائی ساتھ لائے تھے بجتا رہا۔ جب جب کبھی ہمارے بھائیوں کو جلسوں سے فرصت ہوتی تھی وہ اپنے وقت کو بین یا انگریزی باجہ یا ڈھولک اور چھینے بجا بجا کر خداوند کی تعریف کے گیت گا گا کر کاٹتے تھے۔ اس میلے کو دیکھکر معلوم ہوتا تھا کہ فرشتوں کی فوج زمین پر اُتر آئی ہو اور خداوند کی تعریف کے گیت گا رہی ہو۔ ان بھائیوں کی

میٹھی اور پریم سے بھری آوازوں سے دل بھر بھر آتا تھا۔ ہاں اُس وقت ہم کو بار بار اس بات کا بھی خیال گذرا کہ ہندو اور محمدی میلوں اور مسیحی میلوں میں کیسا زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ اگر ہم ہندو اور محمدی میلوں میں جائیں تو وہاں سوائے گندے اور خرافات گیتوں کے اور کچھ نہیں سُنیں گے اور چاروں طرف یہی دیکھ پڑے گا کہ گویا جہنم کے لوگ یہاں آگئے ہیں مگر یہاں سوائے خدا کی عبادت اور اچھے گیتوں کے کسی بُری بات کے دل میں گذرنے تک کا بھی موقعہ نہیں ملتا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ گندگی میں رہتے رہتے ہمارے ہمعصر اخبار گزٹ کی عقل پر ایسے پتھر پڑگئے ہیں اور روح کے حواس جاتے رہے ہیں کہ وہ اُس کی رونق کو ردی بتلاتا ہے کیونکہ وہ میساکھی وغیرہ کے میلوں کو رونق سمجھتا ہے کہ جن میں ہر طرح کی شرارت اور بدمعاشی کیجاتی ہے۔

ہمارے خیال میں جس قدر اس قسم کے میلے مسیحیوں میں زیادہ ہو سکیں اُسی قدر بہتر ہے کیونکہ نہ صرف ان سے مسیحیوں کو ہی فایدہ ہوگا بلکہ ہندو اور محمدی اپنے میلوں کی غلاظت اور ناپاکی کو دیکھ سکینگے اور جانینگے کہ مسیحی مذہب میں ہی ایسی خوبی ہے کہ ہر ایک چیز کو پاک کرسکتا ہے۔

راقم۔ یکے از حاضرین

بقیہ

دیانندی آریوں کا نئی مُمی کو پُرانی مشکو میں بھرنیکی کوشش کرنا

پرجنیہ

پرجنیہ آریوں کا اندر سے قدیم دیوتا ہے جیساکہ پہلے بیان کیا گیا اندر تو صرف ہندوستان ہی سے خصوصیت رکھتا ہے جو آریا زبانوں نے پرجنیہ کے نام کو دریائے بالٹک کے کناروں تک پہنچایا ہے۔ وہ طوفان اور بارش کا دیوتا ہے۔ پودوں اور زندہ مخلوقوں کا پیدا کرنے اور پالنے والا۔

رگوید میں تین گیت پرجنیہ کی تعریف میں تصنیف کئے گئے ہیں ان کے بعض فقروں میں اُس کا ذکر ہوتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پرم دیوتا ہے وہ دیاؤس یعنے آسمان کی طرح باپ کہلاتا ہے۔ وہ اُسر یعنے زندہ یا زندگی دینے والا دیوتا جو نام کہ سب سے قدیم اور سب سے بڑے دیوتاؤں کو دیا جاتا تھا کہلاتا ہے ایک شاعر کہتا ہے کہ ”وہ بطور دیوتا کے تمام دنیا پر حکومت کرتا ہے تمام مخلوق اُس میں بستے ہیں وہ اُن سب کا جو حرکت کرتا اور قایم ہے آتما ہے“ اور گیتوں میں اُس کا ایسا بیان کیا جاتا ہے کہ وہ متترا اور ورن کے ماتحت ہو کر جو اُس وقت سب سے اعلیٰ مالک آسمان اور زمین کے سب سے زبردست حاکم سمجھے جاتے تھے زمین پر بارش بھیجنے کا کام کرتا ہے۔ بعض منتروں سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ پرجنیہ صرف بادل یا بارش کا نام ہے بعد کے زمانے میں یہہ نام اندر کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

وایو

رگوید کا دوسرا منتر وایو کے لئے ہے اُس کو وات بھی کہتے ہیں وایو کی نسبت بہت سے گیت پائے نہیں جاتے۔ پرش سکت میں وایو کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ پرش کے دم سے نکلی ہے اور ایک دوسرے گیت میں اُس کو توستری کا داماد بتلایا گیا ہے اکثر اندر کے ساتھ ملایا جاتا ہے اور ایسا بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اُس کے ساتھ ایک ہی رتھ میں سوار ہے۔ اندر ساتھی ہے۔ ایک گیت میں جو اُن دونوں کے لئے تصنیف کیا گیا ہے لکھا ہے ”سوم رس سے پیو کیونکہ تم دونوں کا حق ہے کہ اس سے پہلا گھونٹ پیو وہ تمام دُنیا کا بادشاہ کہلاتا ہے۔ پہلوٹا۔ دیوتاؤں کا دم۔ تمام دُنیا کا بیج جس کی آوازیں تو ہم سُنتے ہیں اگرچہ ہم کبھی اُس کو نہیں دیکھتے (رگوید ۱۰ منڈل ۱۶۸ سوکت)

اُس کے بعد کی کتابوں میں ہنومان اُس کا بیٹا کہا گیا ہے۔

باقی آئندہ

ای بادشاہ خدا کی طرف سے میرے پاس آپکے لئے ایک پیغام ہے۔

گیارہ برس کا عرصہ گذرا کہ پادری ولیم ٹیلر صاحب جو میتھوڈسٹ مشنری بشپ افریکہ میں کام کرتے تھے مشنریوں کی ایک جماعت کو بمقام انگولہ لے گئے۔ انگولہ کے باشندے اپنی زبان کو لکھنا نہیں جانتے تھے۔ لیکن پانچ برس کے عرصہ میں ان مشنری صاحبان نے افریکہ کے اس حصہ کی زبان کی ایک قواعد طیار کی۔ جس میں اُنہوں نے یوحنا کی انجیل کو ترجمہ کیا اور ان کی دیسی زبان میں اُن کو منادی کی۔ کچھ عرصہ کے بعد اُنہوں نے چند شخصوں کو اصطباغ دیا۔ جب بشپ ٹیلر صاحب موضع انگولہ کو گئے وہاں کے مشنری صاحب نے بشپ صاحب سے کہا کہ میں اپنے آدمی مسمی جیسپر (Jasper) کی بابت آپ سے کچھ مشورت کیا چاہتا ہوں وہ میرا عمدہ کاشتکار اور اچھا استاد ہے اور کامیاب کارندہ ہے لیکن دیسی جب کبھی موقع پاتے ہیں اُسے مارتے ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ اُسے جان سے نہ مار ڈالیں آپ صلاح دیں کہ ہم بھائی جیسپر کے لئے کیا کریں۔ بشپ صاحب نے جواب دیا بہتر ہے کہ جیسپر سے پوچھیں وہ اپنے لئے آپ کیا تجویز کرتا ہے۔ الغرض پادری صاحبان نے جیسپر کو اندر بلاکر پوچھا کہ آپ کو دشمنوں کے حملوں سے کس طرح رہائی مل سکتی ہے۔ اُس کا جواب یہہ تھا ”میں یہاں پیدا ہوا یہہ لوگ جو مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں میرے لوگ ہیں۔ یہہ مسیح اور مسیحیوں سے ایسی ہی نفرت کرتے ہیں جیسی کہ میں بھی مسیحی ہونے سے پیشتر کرتا تھا۔ اس لئے میں اُن سے کچھ مخاصمت نہیں رکھتا ہوں میں صبر سے برداشت کرتا ہوں اگر خداوند کو یہہ منظور ہے کہ میں اُس کے لئے اپنی جان دوں تو بہتر ہے کہ میں اپنے ہی مُلک میں مروں“۔ ایک برس کے عرصہ میں لوگ اپنی لڑائیوں میں جیسپر کی مدح خوانی کرنے لگے کیونکہ وہ ان کا سب سے بڑا بہادر شمار کیا جاتا تھا۔ یہہ اس طرح وقوع

میں آیا کہ براکا قوم جس میں سے جیسپر تھا ایک سو برس کے عرصہ سے قرب وجوار کی قوم سے لڑ رہی تھی۔ اگر کوئی فریقین میں سے درمیانی حد سے گذر جاتا فوراً جان سے مارا جاتا تھا۔ ایک دن جیسپر دلیری کر کے درمیانی حد سے گذر گیا اور سیدھا اپنے دشمنوں کے بادشاہ کے محل میں چلا گیا اور سلام بجا لا کے کہا اے بادشاہ میرا نام جیسپر ہے اور میں براکا قوم کا ہوں اور میں تیرے پاس خدا کا ایک پیغام لایا ہوں سو وہ چاہتا ہے کہ آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اپنے شہر میں ایک مکان دو جس میں ہم دعا کی ایک مجلس قائم کریں متحیر بادشاہ نے اُس کی درخواست کو قبول کیا۔ اور جیسپر فوراً دیسی مسیحیوں کی ایک جماعت کو وہاں لے گیا۔ تین رات دعا کرنے کے بعد جیسپر خدا کے نام سے ایک اور پیغام بادشاہ کے پاس لے گیا وہ پیغام یہہ تھا کہ ایک طرف سے بادشاہ اور اُس کے مشیر عہد صلح کریں اور دوسری طرف سے جیسپر اور اُن کے دعا کرنے والے ساتھی۔ اُس صلح کے دن سے لیکر کئی رات تک دعائیں ہوتی رہیں جس کا انجام یہہ ہوا کہ دو قوموں کے درمیان صلح وسلامتی قایم ہو گئی اب یہہ وحشی لوگ اُس بھائی کو پیار کرتے اور عزت دیتے ہیں جس کو وہ پہلے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے اور مار ڈالنا چاہتے تھے اب وہ لوگ انجیل اُس کے مُنہہ سے بڑی توجہ کے ساتھ سنتے ہیں +

ازطرف ایک میم صاحبہ

واقعات اور ریویو

فورڈم آرفنج اور سکول کا کھولا جانا

ڈیر اڈیٹر۔ وناظرین آپ سے یہہ پوشیدہ نہیں ہے۔ کہ شہر اجمیر راجپوتانہ مالوہ ریلوے کا ہیڈکوارٹر ہے۔ عرصہ دراز سے مسٹر فورڈم صاحب اسسٹنٹ آڈیٹر کے عہدے پر ممتاز تھے۔ آپ کی خوش اخلاقی نیک چال چلنی سادہ مزاجی و خدا پرستی کا شہرہ ان اطراف میں جیسا کچھ پھیل رہا ہے اُس کے بیان کے لئے ایک دفتر کافی نہ ہوگا۔ آپکا خیال جیسا کچھ یوریشین اور دیسی کرسچنز کی نسبت تھا (ہے اور رہیگا) وہ سب آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے آپنے سال گذشتہ میں کلکتہ کے بشپ صاحب پر اپنے خیالات کو ظاہر کیا۔ اور ساتھ اس کے چھ ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا۔ کہ یوریشین اور دیسی کرسچنز کے لئے ایک یتیم خانہ کھولا جاوے۔ اور اُس کے متعلق ایک مدرسہ واسطے عوام بھی ہو۔ بفضل آلہی آپنے حسب وعدہ رقم عطا کی اُس سے ایک یتیم خانہ اور ایک سکول بنایا گیا۔ جب یہہ دونوں عمارتیں بن کے طیار ہو لیں اُس وقت یہہ خیال درپیش آیا۔ کہ آیا ان عمارتوں کا عام طرح پر کھولنا ٹھیک ہے یا کہ خاص طور پر۔ غرضیکہ یہہ مقرر ہوا کہ جناب چیف کمشنر صاحب راجپوتانہ۔ ایجنٹ ٹو دی گورنر جنرل اپنے دستِ مبارک سے اس رسم کو ادا کریں گے تو بہتر ہوگا۔ مورخہ ۳۰۔ اکتوبر ۱۸۹۶ء کو کھولا جانا عمارتوں کا قرار پایا۔ اس روز تمام شہر کے علماء و فضلاء۔ ونیز حکام عدالت گورنمنٹ عالیہ اور لوکل اڈیٹران کے علاوہ افسران سر رشتہ تعلیم حاضر تھے۔ اول چرچ آف انگلینڈ کے دستور کے موافق نغمہ سرائی۔ اور نماز ادا کی گئی۔ بعد ازاں ریورینڈ۔ ڈبلو۔ بی ہیکیٹ بیگس ڈی چیپلین آف اجمیر نے رپورٹ سُنائی۔ بعد ازاں اس کا ترجمہ اردو زبان میں جناب پادری تارا چند صاحب نے کیا۔ اس کے بعد ہز آنر نے ساتھ بلاغت اور فصاحت کے زندہ معنوں میں جواب دیا۔ آپ کے جواب کا خلاصہ یہہ ہے۔ کہ میں آج اس بات سے بہت خوش ہوں کہ مسٹر فورڈم صاحب نے ایک نیک کام کے لئے اس قدر رقم عطا کی۔ کہ جس سے اہل ہند کی تعلیم ہووے۔ مجھے اُمید قوی ہے کہ خداوند کا ہاتھ اس سکول اور یتیم خانہ پر ہوگا اور برکت ہمیشہ رہیگی "

بعد ازاں معمولی کارروائی کے جلسہ برخاست ہوا۔ اب سکول میں طلبا کا آنا شروع ہوا ہے۔ اور اُمید واثق ہے کہ یہہ سکول بہت جلد بھر جائیگا۔ اب آخر میں ناظرین سے ملتجی ہیں کہ آپ اس کام کے لئے خداوند سے دعا کریں تاکہ اُس کا جلال ظاہر ہووے +

(نامہ نگار)

دسہرہ سلطانپور (علاقہ کلو)

یہہ شہر کوٹگڑھ مشن سے بفاصلہ ۹ پڑاؤ اور کانگڑہ مشن سے ۷ پڑاؤ برلب دریائے بیاس واقعہ ہے ریاست کلو کا دارالخلافہ ہے۔ بہ نسبت دیگر شہروں کے آبادی میں کم ہے شہر سے بفاصلہ چند فرلانگ ایک بڑا وسیع میدان ہے جس میں تحصیل ہسپتال۔ پوسٹ آفس بمعہ ٹیلیگراف آفس اور ایک سرکاری ڈاک بنگلہ واقع ہے۔ بہ نسبت دیگر مندروں کے راجہ چند کا (جس کو لوگ رگوناتھ سے منسوب کرتے ہیں) مندر بڑا مشہور ہے جو کلو ریاست کے کئی سو دیوتوں کا جو اُس کے براہنج گردانے جاتے ہیں ہیڈکوارٹر کہلاتا ہے مورخہ ۱۵ سے ۲۱ اکتوبر تک یہہ میلہ رہا۔ اُس وسیع میدان میں رگوناتھ کے لئے لکڑی کی ایک بڑی رتھ بشکل مندر جس کے سولہ پہئے تھے موجود تھی اُس کو شروع میلہ میں رنگ برنگ کے پارچات اور سونہلے روپہلے زیورات سے آراستہ وپیراستہ کیا گیا اور دیہوان کی چند مورتیں اُس رتھ میں بطور گارڈ باندھی گئیں۔ اور رگوناتھ کی ایک چھوٹی سونہلی مورت ایک چھوٹی سی پالکی میں جس کے ڈنڈے چاندی اور چھتر وغیرہ سونے کے تھے لائی گئی اور اُس رتھ میں براجمان کی گئی۔ اور کئی ایک پنڈت و پروہت بھی اُس رتھ پر سوار ہوئے۔ اور کلو کے راجہ صاحب نے بمعہ اپنے مصاحبوں اور چند برہمنوں کے اُس رتھ کی پرکرمان کر کے ڈنڈوت کی ایام میلہ میں کوٹگڑھ مشن سے پانچ مناد آئی مشن سے ایک اور کانگڑہ مشن سے جناب پادری جے۔ ٹمبرج صاحب بہادر بمعہ تین سینیر منادوں کے تشریف آور تھے اُن سبھوں نے کلام بشارت کا کام یوں شروع کیا کہ بازار اور میلہ میں مسیحی بھجن وغزل وغیرہ دیسی باجوں کے ساتھ گاتے بجاتے اور عمدہ عمدہ دوہے سناتے تھے سننے والے کہتے تھے کہ مکتی فوج آئی یسوع مسیح آیا +

(نامہ نگار)

نوٹ۔ فی الحال صاحب موصوف ولایت میں موجود ہیں +

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن نومبر۔ امریکا کے کاروبار میں پریزیڈنٹ کے انتخاب کے باعث ریوایول پیدا ہو گیا ہے +

یہہ ریوایول تمام جگہہ عجیب طور سے پھیل گیا ہے بہتیرے کارخانجات پھر کھولے جا رہے ہیں +

لنڈن نومبر۔ ایک افسر جو پہلے آسٹریا کی فوج میں داخل تھا سواکم میں پکڑا گیا ہے +

یہہ افسر درویش کے بھیس میں سوڈان کی طرف جانے کی کوشش میں تھا۔ اُس کو کورٹ مارشل کیا جائیگا +

لنڈن نومبر۔ لارڈ سیلبورن نے گذشتہ شب کو ابرڈین میں اپنی تقریر میں کہا کہ پارلیمنٹ کے دوسرے جلسہ سے پہلے معاملات وینزویلا پورے طور سے فیصل ہو جاوینگے +

لارڈ سیلبورن نے یہہ بھی کہا کہ گریٹ برٹن کے لئے کوئی معقول عذر نہیں ہے کہ جس سے وہ مصر کو خالی کرنے کے وعدے سے پہلو تہی کرے لیکن جب ایسا وقت آوے اور برٹن کا کام وہاں پر پورا ہو تو یورپ اور خصوصاً فرانس کو یہہ بات ماننی پڑیگی کہ انگلستان کا مصر سے سب سے افضل لگاؤ ہے جس کا کوئی اور قوم مقابلہ نہیں کر سکتی +

لارڈ موصوف نے یہہ بھی فرمایا کہ یہہ خیال کرنا محال ہے کہ فرانس مصر کی نسبت وہی تعلق رکھتا ہے جیسا کہ انگلستان جس نے مصر کو درست کرنے کے لئے اِس قدر روپیہ اور جانیں صرف کی ہیں +

مدراس نومبر۔ مدراس کے اناج فروشوں میں بڑی کھلبلی پیدا ہو گئی ہے کیونکہ یہہ افواہ اُڑی تھی کہ بازار لوٹے جاوینگے مگر اب تک کوئی لوٹ مچائی نہیں گئی۔ اگرچہ ابتک ایسی افواہیں اُڑ رہی ہیں +

کونٹ ٹولسٹائی بڑے سرگرم ٹی ٹوٹلر ہیں +

انڈین سنڈے سکول مشن کے سکرٹری پادری آر۔ برجز صاحب بنارس کھسرہ کی بیماری سے بیمار پڑے ہیں +

آسٹریا کا مشہور اوینجلسٹ پادری جان مکنیل صاحب جو (سپرٹ فلڈ لائف) یعنے روح سے بھرپور زندگی نامے کتاب کے مصنف ہیں کہتے ہیں کہ آناً فاناً کچھ ہفتے گذرے مر گئے +

شکاگو سیمنری کے پروفیسر وسیٹ صاحب کلکتہ کے کالجوں کے متعلموں کے درمیان کام کرنے کے لئے آگئے ہیں وہ اپنے بھائی مسٹر جے کیمبل وسیٹ صاحب سکرٹری ینگ منز کرسچن ایسوسی ایشن کے ہمراہ کام کرینگے +

مسٹر اور مسز منشکھ لال صاحب جو گریٹ برٹن میں انٹی اوپیم اور سوشیل پیوریٹی کے بارہ میں وہاں کے لوگوں کو اِن کے قبوحات بتلانے گئے تھے اب ہندوستان کو واپس ہوئے ہیں۔ اُنہوں نے مشنوں کے تعلق بھی بہت کچھ کہا ہے +

مسٹر فرینک اینڈرسن صاحب۔ بی۔ اے بمبئی میں اوّل مرتبہ وارد ہوئے +

دیسی طلباء میں بشارت کے کام میں عنقریب ینگ منز کرسچن ایسوسی ایشن کے متعلق مشغول ہونگے +

۲۔ اکتوبر کو ایکسٹر ہال میں اُن کے لئے ایک عمدہ الوداعی جلسہ ہوا تھا +

۲۵۔ اکتوبر کی صبح کو صدر بازار پشاور میں پھر آگ لگی قریب ۳۰ دوکانیں جل گئیں سپاہیوں نے بہت مدد کی +

امریکا کے انتخاب پریسیڈنٹ میں مسٹر میکنلی نے وہ فتح حاصل کی کہ مدمقابل کے چھکے چھوٹ گئے +

خاص صوبہ نیویارک میں ان کی مجارٹی بقدر سوا لاکھ زیادہ تھی ایسی مجارٹی کبھی وہاں نہ دیکھی تھی +

برطانیہ اور براعظم کے تمام اخبارات اس انتخاب کو پسند کرتے ہیں کہ امید امن و ترقی استوار ہوگی +

تازہ ترین خبر ہے کہ طاقتہائے یورپ سلطنت عثمانیہ کی نسبت برطانیہ کی تجویز پر غور و مباحثہ کر رہی ہیں +

تجویز بہت صاف ہے کہ اگر وقت پیش آئے تو قسطنطنیہ کے تمام سفیر باہم ملکر گفتگو مشورہ کیا کریں +

ایسے وقتوں میں سفیروں کی کانفرنس طے کیا کرے کہ سلطان کو کیا لکھیں اور کیا باتیں اُن سے چاہیئں +

برطانیہ کی اس تجویز پر اگر صفائی سے دیکھا جاوے تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا لیکن معنے گمبھیر ہیں +

فرنچ چیمبر آف ڈپیوٹیز میں ۳ کو جو تقریر متعلق مسئلہ ارمنی کے وزیر خارجیہ کی اُس کے معنے خوب نکالے گئے

اُنہوں نے فرمایا کہ سلطنت روم کی آزادی کو قایم رکھیں گے لیکن امن و حفاظت کا انتظام قرار واقعی ہوگا +

اس کے معنے یہہ نکالے جاتے ہیں کہ فرنچ وزیر خارجیہ سلطنت عثمانیہ کی آزادی کو سلطان سے بے تعلق سمجھتے ہیں +

ایم ہنوٹو کی تقریر سے فی الواقع یہی معنے مترشح ہوتے ہیں۔ اس پر عام رائے کا دلچسپی لینا تعجب نہیں ہے +

جنرل لچرز صاحب افسر مہم ڈنگولہ نے اس کامیاب مہم کی رپورٹ وار آفس میں بھیجی جس میں ہندی فوج کی تعریف کی +

ہندی فوج جو سواکم سے واپس آیا چاہتی ہے اس کی نسبت فرمایا کہ اُس کی کارگذاری واقعی قابل قدر ہے +

لنڈن ۸۔ نومبر۔ ترکی سفیر نے پیرس میں ایم ہنوٹو کو خبر دی ہے کہ سلطان نے اُن اصلاحوں کو جن میں ذیل کی باتیں شامل ہیں منظور کر لیا ہے۔ بے قصور قیدیوں کی رہائی۔ امن پسند ارمنیوں کی حفاظت ظالمانہ حرکتوں کی روک خاص خاص مظلوموں کی امداد۔ اور مسمار شدہ کا تھلک کا نونٹز کی مرمت۔ ایم ہنوٹو نے اپنا شکریہ ظاہر کیا اور کہا کہ فرانسیسی سفیر مقیم قسطنطنیہ

مضامین مفید المبتدین

اقرار

لزی ایک لڑکی تھی جس کی چھوٹی بہن کا نام نورا تھا۔ ایک مرتبے کا ذکر ہے کہ مسز وہیلر جو ان دونوں کو بہت پیار کرتی تھیں بڑی مہربانی سے دو گڈیاں لائیں اور نورا کو بلاکر کہا کہ "دو اے بیٹی میں تمہیں اور لزی کو کچھ انعام دیا چاہتی ہوں" +

نورا یہہ بات سن کر بہت خوش ہوئی اور ادب سے بولی "آپ کی بڑی مہربانی ہے" +

مسز وہیلر نے گڈیاں لاکر اُس سے کہا "بڑی گڈیا اپنی بہن کو دینا اور چھوٹی تم لینا" +

نورا نے سلام کرکے لے لیا اور خوشی سے گھر کی طرف دوڑی۔ تھوڑی دیر بعد ایسا اتفاق ہوا کہ مسز وہیلر کسی کام سے اُدھر گئیں اور کیا دیکھتی ہیں کہ بڑی گڈیا نورا کے ہاتھ میں ہے اور چھوٹی لزی کے پاس تپائی پر رکھی ہوئی ہے +

لزی نے میم صاحب کو دیکھکر نہایت ادب سے شکرگذاری ادا کی مگر میم صاحبہ کا چہرا بہت اُداس معلوم ہوا لزی کچھ گھبرا گئی مگر خاموش رہی کیونکہ لڑکپن سے اُس لڑکی نے خاموشی اختیار کرنا سیکھا تھا۔ آخرکار میم صاحبہ نے نورا کو بلاکر کہا کہ "دو اے نورا کیا میں نے تم کو چھوٹی گڈیا نہ دی تھی؟ پھر تم نے کیوں نافرمانی کی" +

نورا بہت شرمندہ ہوئی اور سر نیچے کرکے بولی "مجھے معاف کیجئے" +

میم صاحبہ نے کہا "تم نے کیا قصور کیا ہے جو میں معاف کروں" +

لڑکی نے جواب دیا کہ "آپ تو جانتی ہیں مجھے معاف کیجئے" اور پھر سر نیچے کر لیا +

"تم اقرار کرو تب میں معاف کرونگی" +

"آپ تو خود جانتی ہیں مجھے معاف کیجئے" +

میم صاحبہ نے بہت ناراض ہوکر کہا "تم میرے سامنے سے چلی جاؤ اگر اقرار کرنا نہیں چاہتی ہو" لڑکی نے مجبور ہوکر اقرار کیا اور اقرار کرتے وقت پھوٹ پھوٹ روئیگی +

اے پیارے دوستو اُس لڑکی کے رونے کی کیا وجہ تھی؟ اقرار کرنا بہت مشکل بات ہے۔ ہم اکثر اپنے قصوروں کو مان لیتے ہیں لیکن اُن کا اقرار نہیں کرتے کیونکہ اقرار کرنا مشکل ہے اور شرم آتی ہے۔ ہم کیسی آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ "اے خدا تو میری خطائیں معاف کر" لیکن اگر ایک ایک قصور کا اقرار کریں تو کیسا دل پھٹتا ہے گویا ہماری خطائیں سب سامنے آموجود ہوتی ہیں اور ہمیں یاد دلاتی ہیں کہ کاش کہ میں نہ کرتا۔ ہر ایک شخص آسانی سے سب کے سامنے کہہ سکتا ہے کہ میں گنہگار ہوں لیکن اپنے گناہوں کا سب کے سامنے کبھی اقرار نہ کرنے چاہیگا۔ اور یہہ کیونکر ہے؟ کیونکہ وہ انہیں اوروں سے چھپایا چاہتا ہے اور اظہار کرنے میں شرم آتی ہے +

اگر ہم خدا کے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کریں اور اُس پر پھوٹ پھوٹ روویں تو ضرور اُن کی معافی ہوگی اور دل پر زیادہ اثر ہوگا بہ نسبت اِس کے کہ ہم آسانی سے کہہ دیویں کہ ہم گنہگار ہیں اور تو ہماری خطائیں معاف کر۔ خدا کا کلام ہم کو زکی کے احوال سے بہت کچھ سکھلاتا ہے۔ اُس نے نہ صرف ادا کیا بلکہ اقرار بھی کیا اور معافی حاصل کی۔ دُنیا میں تمام باتیں تعلیم سے بھری ہوئی ہیں لیکن ہم میں اتنی عقل نہیں کہ سب کو سمجھیں۔ یہاں ایک بات صاف صاف ظاہر ہو یعنے پاک کلام میں صریحًا آیا ہے کہ "اگر تم اپنے گناہوں کا اقرار کرو تو وہ معاف کرنے میں راست اور وفادار ہے" اقرار کرو تاکہ تمہیں خدا کے کلام کی قدر معلوم ہوگی کیونکہ ان پنے سے اقرار کرنا کل ہے +

اور جن سچ

موم کی بتی

ایک رات کا ذکر ہے کہ ایک شخص نے اپنی میز کے ایک خانے سے ایک چھوٹی سی موم کی بتی نکالی اُس کو جلایا اور اُس کو لے کر ایک لمبی اور اونچی سیڑھی پر چڑھنے لگا +

راستے میں موم کی بتی بولی۔ آپ کہاں جارہے ہیں؟

اُس شخص نے کہا۔ دور اوپر کی طرف۔ اُس مکان کی چھت سے بھی اوپر جہاں ہم سوتے ہیں +

اُس چھوٹی سی بتی نے کہا۔ آپ وہاں جاکر کیا کرینگے؟

اُس شخص نے جواب دیا کہ ہم وہاں اس لئے جاتے ہیں کہ اُن جہازوں کو جو سمندر میں چلتے ہیں دکھلائیں کہ بندرگاہ کہاں ہے کیونکہ ہم ایک بندرگاہ کے دہانے پر کھڑے ہیں اور ممکن ہے کہ کوئی نہ کوئی جہاز اس طوفان زدہ سمندر میں ہماری روشنی کا منتظر ہو +

اُس چھوٹی سی بتی نے کہا۔ افسوس میری روشنی کوئی جہاز دیکھ نہ سکیگا کیونکہ میری روشنی تو بہت ہی چھوٹی ہے +

اُس شخص نے جواب دیا اگرچہ تمہاری روشنی چھوٹی سی ہے مگر کچھ مضائقہ نہیں۔ تم بس یہہ کرو کہ جلتے جاؤ اور باقی کا کام میرے ہاتھ میں چھوڑ دو +

اب دیکھئے اُس شخص نے کیا کیا۔ جب وہ اُس مینار کی چوٹی پر جا پہنچا اُس نے اُس چھوٹی سی بتی سے اُس بڑے لیمپ (چراغ) کو جلایا جو تیار تھا کہ اپنی مضبوط روشنی کو دور تک سمندر میں پھیلا دے۔ لیمپ جلاتے ہی اُس شخص نے اُسے بجھا دیا کیونکہ اُس بتی کا کام ہوچکا تھا۔ اگرچہ اس بتی کی روشنی چھوٹی ہی سی تھی مگر تاہم وہ اُس بڑے لیمپ کے جلانے کا وسیلہ ہوئی جس کی روشنی سے دور دور کے جہازوں نے اپنی راہ پہچانی اور بندرگاہ میں باامن داخل ہوئے۔ اے لڑکے کیا تو بھی اس بتی کی طرح چھوٹا سا ہے؟ +

شعر و سخن

غزل

بخوشحالی میلادِ فیض بنیاد خداوند خداوندان
یسوع مسیح محاذی عرش مقدس هم وجه جنبان قرنم کنان

1 یاسیدی - یاسیدی - ربّی - جلیلی - ناصری
وصفت نیاید در بیاں - کز خلق و عالم برتری
ای حبذا - ای حبذا - ای مرحبا - ای مرحبا
2 خوش آمدی ابنِ خدا! وے آنکہ ہر جا حاضری!
زصداقت روئے تو - فردوس اعلیٰ کوئے تو!
3 رحم و محبت خوئے تو - زاں سرورا سروری!
ای پیشوائے انبیا - وے رہنمائے اولیا!
4 ای حضرت اتقیا - از مہتراں ہم مہتری!
ای مالکِ ملکِ بقا - وی شافعِ روزِ جزا!
5 دادی تو جاں از بہرِ ما - حقا رحیم اکبری!
ای چارۂ بیچارگان - وی داروے دردِ نہاں!
6 آرام بخش ماندگان - ہم حافظی و ناصری!
ای دوستدارِ عاصیاں - وی غمگسارِ عاصیاں!
7 وی پاسدارِ عاصیاں - تو بعد یل و ہمسری!
صفدل زگدائے بینوا - حاضر بدر بارِ شما!
8 امید دارد کز عطا - سویش برحمت بنگری!

غزل - دعوت سالکان راہ خدا بجانب مرشد برحق خاتم النبیین

بیائید ای ہمہ یاران ! ادر بیند ید محلبہا لولو
کہ مشکل بود عشق اول کنوں شد حل مشکلہا۔
الا ای سالکانِ راہ جانے نیست احدے
2 چوں عیسیٰ عارفِ کامل ز راہ و رسم منزلہا
طریقِ حق اگر خواہی بیا نزد مسیحا رو تو تو
3 ہم او راہ است او منزل و رہبر دلہا تو تو
شبِ تاریک و بیم موج و گرداب نہ بینی تو تو
4 سفر اگر کنی با او بدریا او و ساحلہا تو
شفیع مذنباں است او منجی جہاں ہست او
5 بیائید ای گنہگاراں ! پس انداز ید باطلہا
دلت بسیار فارغ شو ز فکرِ دین و ہم دنیا!
6 دگر چیزے نمیخواہد ز تو آں مالکِ دلہا تو
رفیقِ راہ روح اللہ باشد چوں ترا ہر دم
7 بفہم کس نگنجد بیابی آنچہ حاصلہا

جنڈیالہ

تھوڑے دنوں کا عرصہ ہوا ہے کہ ایک جوان گجرات سے اس جگہ اس غرض سے بھیجا گیا تھا کہ مشن ہسپتال میں کام کرے - اور بپتسمہ کے واسطے تیار ہو - کئی ایک محمدیوں نے اُسکو ورغلا نکال دیا - اور بڑی دھوم مچائی کہ ہم نے ایک مسیحی کو محمدی بنالیا چنانچہ انہوں نے پیسہ اخبار وغیرہ میں اس کا ذکر کیا جس میں مسیحیوں پر کئی ایک قسم کے الزام لگائے - ماہ حال کو دو برسوں) وہ جوان پھر یہاں آیا - اور اُس نے اپنے آنے سے پہلے یہہ اشتہار بھیجدیا جو درج کیا جاتا ہے +

اعلان

منکہ اللہ دتا ساکن گجرات مقیم سابقہ گورو کا جنڈیالہ ہر خاص و عام کو اطلاع دیتا ہوں کہ کچھ عرصہ ہوا میں نے شہر جنڈیالہ میں (جہانکہ میں بپتسمہ کے لئے تیار ہو رہا تھا) یہہ خرابی کی کہ محمدیوں کے فریب سے دھوکہ کھا کر مسیحی جماعت کو چھوڑا اور کسی قسم کی تکلیف دی اس اثنا میں محمدیوں کو موقع ملا کہ ہزار جھوٹ اور لغو کا بہتان مسیحیوں پر چلاویں - اب ہر خاص و عام پر روشن رہے کہ میں اپنی اس خرابی سے پشیمان اور تائب ہوکر اپنے مسیحی بھائیوں سے معافی کا طالب ہوں اور صدق دل سے اسلام اور نبی اسلام کو ترک کرتا ہوں کیونکہ نبی لاحاصل اور دین باطل ہے - اور بڑی کمال شکرگذاری سے خداوند یسوع مسیح کا دامنگیر ہوں کیونکہ سوائے مسیح مصلوب کے کوئی اور نام نہیں دیا گیا جس سے گنہگاروں کی نجات ہو - نیز اہل جنڈیالہ پر روشن ہو کہ تاریخ ۷ ماہ نومبر ۱۸۹۶ء بروز سنیچر میں خود جنڈیالہ میں حاضر ہونگا اور مندرجہ بالا تحریری باتوں کا اپنی زبان سے اعلانیہ اقرار کرونگا اگر کوئی مجھ سے کسی قسم کا سوال و جواب کرنا چاہے تو میں حاضر ہوں +

المشتہر

اللہ دتا - ساکن گجرات (پنجاب)

چنانچہ اُسکے واپس آنے پر اُن محمدیوں کو از حد شرمندگی نصیب ہوئی جنہوں نے کہ اسکو گمراہ کرنے کی کوشش کی تھی - وارث الدین ۹ نومبر ۱۸۹۶ء

مظلوم آرمینیوں کیلئے چندہ

فرخ آباد کلیسیا - . . . . عسہ ۱۴
چندہ ممبران کانفرنس - ۱۲

مادری - اے - ایچ - لونگ - صاحب اڈیٹران چیف منیجر نور افشاں کے واسطے امریکن مشن پریس لودیانہ میں ... کے اہتمام سے چھپا